نضر الله امرأ سمع منا حديثًا فحفظه حتى يبلغه



ماهنامہ

الحدیث

حضرو



محرم ۱۴۳۳ھ
دسمبر ۲۰۱۱ء

مدیر: حافظ زبیر علی زئی

- ہر قسم کی لغویات سے دُور رہیں
- جماعت المسلمین سے کیا مراد ہے؟
- اجماعِ امت حجت ہے
- ماہنامہ ''الحدیث'' کے آٹھ سال
- فہرست مضامین ماہنامہ ''الحدیث'' ۲۰۱۱ء





مکتبۃ الحدیث

حضرو، اٹک : پاکستان

ہر قسم کی لغویات سے دُور رہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾

اور وہ لوگ جو لغو (بیہودہ و باطل امور) سے اعراض (اجتناب) کرتے ہیں۔ (المومنون:۳)

فقہ القرآن:

۱: اس آیت کریمہ میں مومنین کی یہ نشانی بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ ہر قسم کی لغویات سے کلیتاً دُور رہتے ہیں۔

۲: بے کار، بے فائدہ، غلط، بیہودہ اور بے سوچے سمجھے زبان سے نکلی ہوئی بات کو عربی زبان میں اَللَّغْوُ کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص ۱۴۸۱)

۳: وہ تمام چیزیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہیں، مثلاً فلمیں دیکھنا، گانے سننا، فحاشی و بے حیائی والے مناظر، کفار و مشرکین کی مجالس، اہلِ بدعت کی محافل اور شیطانی کاموں سے دُور رہنا ضروری ہے اور اسی طرح تمام باطل، غیر اخلاقی، جھوٹی اور فضول کتابوں، رسالوں اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے اجتناب کرنا بھی ضروری ہے۔

۴: دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی یہ صفت بیان کی کہ وہ جب کسی لغو چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت سے (شریف لوگوں کی طرح ہر غلط چیز سے بچ بچا کر) گزر جاتے ہیں۔ (دیکھئے سورۃ الفرقان:۷۲)

۵: اس آیت کریمہ کی تشریح میں مشہور مفسرِ قرآن شیخ عبدالسلام رستمی حفظہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب: تفسیر احسن الکلام (بزبان پشتو) میں فرمایا، جس کا مفہوم درج ذیل ہے:

اور لغو سے مراد تمام گناہ اور فضول کام ہیں۔ کفر، شرک، بدعات، رسم و رواج، جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔ الخ (ج ۶ ص ۱۷۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



اللہ نزل احسن الحدیث

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر اللہ امرءًا سمع منا حدیثًا فحفظہ حتی یبلغہ

جلد: 8 | محرم ۱۴۳۳ھ دسمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: 12

معاونین
حافظ ندیم ظہیر
ابو خالد شاکر
ابو جابر عبداللہ دامانوی

قیمت
فی شمارہ : 20 روپے
سالانہ : 200 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
300 روپے

خط وکتابت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقام اشاعت
مکتبۃ الحدیث
حضرو ضلع اٹک

رابطہ
0302-5756937

اس شمارے میں

اضواء المصابیح

أضواء المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح

۲۹۷) وعن عبد الله الصنابحي قال قال رسول الله ﷺ : **((إذا توضأ العبد المؤمن فمضمض ، خرجت الخطايا من فيه . و إذا استنثر ، خرجت الخطايا من أنفه . و إذا غسل وجهه ، خرجت الخطايا من وجهه ، حتى تخرج من تحت أشفار عينيه . فإذا غسل يديه ، خرجت الخطايا من تحت أظفار يديه . فإذا مسح برأسه ، خرجت الخطايا من رأسه حتى تخرج من أذنيه . فإذا غسل رجليه ، خرجت الخطايا من رجليه ، حتى تخرج من [تحت] أظفار رجليه . ثم كان مشيه إلى المسجد و صلاته نافلة له .))**

رواه مالك و النسائي .

عبداللہ الصنابحی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مومن بندہ وضو کرتا ہے، وہ کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے اُس کی خطائیں نکل (کر گر) جاتی ہیں اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں سے (بھی) گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے ناخنوں سے خطائیں نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر بلکہ کانوں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دونوں پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں سے گناہ گر جاتے ہیں، حتیٰ کہ پاؤں کے ناخنوں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور نماز پڑھنا اس کے لئے زائد ثواب ہے۔

اسے مالک (۱/۳۱ ح ۵۹) اور نسائی (۱/۷۴۔۷۵ ح ۱۰۳) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: صحیح

اس حدیث کے صحیح شاہد کے لئے دیکھئے صحیح مسلم (۲۴۴) اور موطأ امام مالک (روایۃ ابن القاسم: ۴۳۹ بتحقیقی)

فقہ الحدیث:

۱: وضو کے قطروں کے ساتھ صغیرہ گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

۲: فرائض کی ادائیگی اگرچہ ضروری ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی ادائیگی پر بڑا ثواب بھی ملتا ہے۔

۳: جب وضو کرنے میں اتنی بڑی فضیلت ہے تو نماز پڑھنے میں کتنی بڑی فضیلت ہوگی۔

۴: اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی باوضو رہنا ثواب اور افضل امر ہے۔

۵: وضو کے مستعمل پانی کا ناپاک ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔
یاد رہے کہ مستعمل پانی سے مراد برتن میں بچا ہوا پانی ہے۔

۶: وضو عمل ہے اور عمل نیت کے بغیر مقبول نہیں ہوتا۔

۷: بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے پھرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وضو کے قطروں کے گرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے گناہ دیکھ لیتے تھے، حالانکہ یہ بات بالکل بے ثبوت، جھوٹی اور باطل ہے، کسی صحیح یا حسن روایت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

اتباعِ سنت، انگارے اور تلوار

مشہور ثقہ حافظ امام ابو عبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) نے فرمایا:

"المتبع للسنة كالقابض على الجمر وهو اليوم عندي أفضل من ضرب السيف في سبيل الله" متبعِ سنت (سنت کی اتباع کرنے والا) ہاتھ میں انگارے پکڑنے والے کی طرح ہے اور وہ (متبعِ سنت) میرے نزدیک آج اللہ کے راستے میں تلوار چلانے (قتال) سے زیادہ افضل ہے۔

(عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی ص ۲۵۲ ح ۹۳ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۱۲/۴۱۰)

توضیح الاحکام





سوال و جواب — تخریج الاحادیث — حافظ زبیر علی زئی

جماعت المسلمین سے کیا مراد ہے؟

سوال عرض ہے کہ ''جماعت المسلمین'' (رجسٹرڈ) بخاری و مسلم کی اس (آنے والی) حدیث کو اپنے حق میں پیش فرماتے ہیں، جبکہ ہمیں ان کے اس فہم و استفادہ سے، اس طرح کے استدلال سے اختلاف ہے۔ براہِ مہربانی خیر القرون کے فہم و استفادہ سے مستفیض فرمائیں۔

زیرِ تحت باب کیف الامرا إذا لم تکن جماعة میں حدیث نمبر ۱۹۶۸... قال : **تلزم جماعة المسلمین و إمامهم . قلت :فإن لم یکن لهم جماعة و لا إمام؟ قال :فاعتزل تلك الفرق کلها و لو أن تعض بأصل شجرة حتی یدرکك الموت و أنت علیٰ ذلك .** (ج۳ص۷۷۹)

صحیح مسلم، کتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین عند ظهور الفتن و في کل حال .(ج۵ص۱۳۷)

محترم! اس تناظر میں قرون ثلاثہ کے حوالے سے مکمل راہنمائی فرمائیں کہ ''جماعت المسلمین'' (رجسٹرڈ) اس بنیاد پر

۱: سب لوگوں کو گمراہ اور اپنے آپ کو کاملاً صحیح سمجھتے ہیں۔

۲: اپنی کئی کتب مثلاً (۱) دعوتِ اسلام (ص ۴۷۔۴۸) میں ۳۴ مذہبی جماعتوں (۲) دعوتِ فکر و نظر (ص ۴۹) میں ۳۳ مذہبی جماعتوں اور لمحہ فکریہ (ص ۴۲) وغیرہ میں ۳۳ مذہبی جماعتوں کے نام گنوائے ہیں، جن میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ (جماعتیں) چونکہ ''جماعت المسلمین'' (رجسٹرڈ سے) وابستہ نہیں، لہٰذا گمراہ ہیں۔

۳: سیاسی جماعتوں کا اس (میں) مطلق ذکر نہ (ہونا) بھی کسی خطرے سے خالی نہیں۔

براہِ کرم اپنے قیمتی لمحات میں سے کچھ وقت خصوصی راہنمائی کے لئے ضرور وقف فرمائیں۔ (طالبِ اصلاح وخیر: طارق محمود، سعید آٹوز دینہ جہلم)

الجواب اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن اور صحیح حدیث حجت ہے اور قرآن و حدیث سے اجماعِ امت کا حجت ہونا ثابت ہے، لہٰذا ادلۂ شرعیہ تین ہیں:

۱: قرآن مجید

۲: احادیث صحیحہ وحسنہ لذاتہا، مرفوعہ

۳: اجماعِ اُمت

سبیل المومنین والی آیت کریمہ اور دیگر دلائل سے درج ذیل دو اہم اصول بھی ثابت ہیں:

۱: کتاب وسنت کا صرف وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین (مثلاً صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، علمائے دین اور صحیح العقیدہ شارحینِ حدیث) سے متفقہ یا بغیر اختلاف کے ثابت ہے۔

۲: اجتہاد مثلاً آثارِ سلف صالحین سے استدلال۔

اس تمہید کے بعد سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث:

((تلزم جماعة المسلمين و إمامهم .)) مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑلو، کی تشریح میں عرض ہے کہ جماعت المسلمین سے مراد خلافت المسلمین اور إمامھم سے مراد خلیفتھم (یعنی خلیفہ) ہے۔ اس تشریح کی دو دلیلیں درج ذیل ہیں:

۱: (سبیع بن خالد) الیشکری رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کی سند سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((فإن لم تجد يومئذ خليفةً فاهرب حتى تموت ...))

پھر اگر تم ان ایام میں کوئی خلیفہ نہ پاؤ تو بھاگ جاؤ حتیٰ کہ مر جاؤ۔

(سنن ابی داود: ۴۲۴۷، وسندہ حسن، مسند ابی عوانہ ۴/ ۴۲۰ ح ۷۱۶۸ شاملہ)

اس حدیث کے راویوں کی مختصر توثیق درج ذیل ہے:

(۱) سبیع بن خالد الیشکری رحمہ اللہ

انھیں ابن حبان، امام عجلی، حاکم، ابوعوانہ اور ذہبی نے ثقہ وصحیح الحدیث قرار دیا اور اس زبردست توثیق کے بعد انھیں مجہول یا مستور کہنا غلط ہے۔

(۲) صخر بن بدر العجلی رحمہ اللہ

انھیں ابن حبان اور ابوعوانہ نے ثقہ وصحیح الحدیث قرار دیا اور اس توثیق کے بعد شیخ البانی کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔

(۳) ابوالتیاح یزید بن حمید رحمہ اللہ

صحیحین وسنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۴) عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ

صحیحین وسنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۵) مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ

صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ حافظ تھے۔

ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ ہے اور قتادہ (ثقہ مدلس) کی عن نصر بن عاصم عن سبیع بن خالد والی روایت صخر بن بدر کی حدیث کا شاہد ہے، جو کہ مسعود احمد بی ایس سی کے ''اصولِ حدیث'' کی رُو سے سبیع بن خالد رحمہ اللہ تک صحیح ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۴۲۴۴ وصححہ الحاکم ۴/۴۳۲۔۴۳۳ ووافقہ الذہبی)

اس حسن روایت سے ثابت ہوا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے اور یاد رہے کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

۲: حافظ ابن حجر العسقلانی نے ''تلزم جماعة المسلمين و إمامهم'' کی تشریح میں فرمایا: '' قال البيضاوي: المعنى إذا لم يكن في الأرض خليفة فعليك بالعزلة و الصبر على تحمل شدة الزمان و عض أصل الشجرة كناية عن مكابدة المشقة. '' (قاضی) بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر زمین

میں خلیفہ نہ ہو تو تم (سب سے) علیحدہ ہو جانا اور زمانے کی سختیوں پر صبر کرنا۔ درخت کی جڑ چبانے کے اشارے سے مراد مصیبتیں برداشت کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۳۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) سے نقل کیا کہ

"والصواب أن المراد من الخبر لزوم الجماعة الذين في طاعة من اجتمعوا علیٰ تأميره فمن نكث بيعته خرج عن الجماعة ، قال : و فی الحديث أنه متی لم يكن للناس إمام فافترق الناس أحزابًا فلا يتبع أحدًا فی الفرقة و يعتزل الجميع إن استطاع ذلك ... " اور صحیح یہ ہے کہ (اس) حدیث سے مراد اس جماعت کو لازم پکڑنا ہے جو اس (امام) کی امارت پر جمع ہوتے ہیں، پس جس نے اپنی بیعت توڑ دی وہ جماعت سے خارج ہو گیا۔ فرمایا: اور حدیث میں (یہ بھی) ہے کہ اگر لوگوں کا امام (امیر بالاجماع) نہ ہو اور لوگوں نے پارٹیاں بنا رکھی ہوں تو دورِ اختلاف میں کسی ایک کی اتباع نہ کرے اور اگر طاقت ہو تو تمام (پارٹیوں) سے علیحدہ رہے۔

(فتح الباری ۱۳/ ۳۶ شاملہ)

شارح صحیح البخاری علامہ علی بن خلف بن عبد الملک ابن بطال القرطبی (متوفی ۴۴۹ھ) نے فرمایا: " و فيه حجة لجماعة الفقهاء في وجوب لزوم جماعة المسلمين و ترك القيام علیٰ أئمة الجور " اور اس (حدیث) میں جماعت فقہاء کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا چاہئے اور ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہئے۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال ۱۰/ ۳۳ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کی تشریح میں فرمایا:

" وهو كناية عن لزوم جماعة المسلمين و طاعة سلاطينهم ولو عصوا " اور یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازمی پکڑا جائے اور مسلمانوں کے سلاطین (حکمرانوں) کی اطاعت کی جائے، اگرچہ وہ نافرمانیاں کریں۔ (فتح الباری ۱۳/ ۳۶ شاملہ)

شارحینِ حدیث (ابن جریر طبری، قاضی بیضاوی، ابن بطال اور حافظ ابن حجر) کی ان

تشریحات (فہم سلف صالحین) سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکور (تلزم جماعۃ المسلمین و إمامھم) سے مروجہ جماعتیں اور پارٹیاں (مثلاً مسعود احمد بی ایس سی کی جماعت المسلمین رجسٹرڈ) مراد نہیں بلکہ مسلمین (مسلمانوں) کی متفقہ خلافت اور اجماعی خلیفہ مراد ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ " من مات و لیس له إمام مات میتة جاهلیة " جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا امام (خلیفہ) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

(صحیح ابن حبان ۱۰/۴۳۴ ح ۴۵۷۳ وھو حدیث حسن)

اس حدیث کی تشریح میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا: کیا تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ (امام اسے کہتے ہیں) جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے (اور) ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔

پس اس حدیث کا یہی معنی ہے۔ (سوالات ابن ہانی: ۲۰۱۱، تحقیقی مقالات ۱/ ۴۰۳)

اس تشریح سے بھی یہی ثابت ہے کہ " و إمامھم " سے مراد وہ امام (خلیفہ) ہے، جس کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہو اور اگر کسی پر پہلے سے ہی اختلاف ہو تو وہ اس حدیث میں مراد نہیں ہے، لہٰذا فرقۂ مسعودیہ (" جماعت المسلمین رجسٹرڈ ") کا اس حدیث سے اپنی خودساختہ و نوزائدہ " فرقی " مراد لینا غلط، باطل اور بہت بڑا فراڈ ہے۔

آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ کیا کسی ثقہ و صدوق امام، محدث، شارح یا عالم نے زمانۂ خیر القرون، زمانۂ تدوینِ حدیث اور زمانۂ شارحین حدیث (پہلی صدی سے نویں صدی ہجری تک) میں اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جماعت المسلمین سے خلافت مراد نہیں اور امامھم سے خلیفہ مراد نہیں، بلکہ کاغذی رجسٹرڈ جماعت اور اس کا کاغذی بے اختیار امیر مراد ہے؟ اگر اس کا کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں، ورنہ عامۃ المسلمین کو گمراہ نہ کریں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے محترم ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب: " الفرقة الجديدة "

(ملنے کا پتا: ڈاکٹر ابو جابر دامانوی حفظہ اللہ بلاک ۳۸ مکان ۶۴۷ کیاڑی۔ کراچی، پوسٹ کوڈ: 75620)

(۲۴/ ستمبر ۲۰۱۱ھ، جامعۃ الامام البخاری، مقامِ حیات سرگودھا)

حافظ زبیر علی زئی

اجماعِ امت حجت ہے

الحمد لله ربّ العالمين والصّلوٰة والسّلام علٰى خاتم الأنبياء والمرسلين .
و رضي الله عن أزواجه و ذريته و أصحابه و آله أجمعين.
و رحمة الله علٰى من تبعهم باحسان إلٰى يوم الدين: من ثقات التابعين و أتباع التابعين والمحدّثين وهم السلف الصالحين .
و نعوذ بالله من شرور المبتدعين الضالّين المضلّين . أما بعد:

اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت کا یہ بنیادی ایمان ،عقیدہ اور عمل ہے کہ قرآن مجید اور حدیثِ رسول کے بعد اجماعِ اُمت (صحیح العقیدہ سُنی مسلمانوں کا اجماع) حجت اور شرعی دلیل ہے، لہٰذا اس کی حجیت کے بعض دلائل و آثارِ سلف صالحین پیشِ خدمت ہیں، نیز شروع میں اجماع کی تعریف و مفہوم بھی صراحتاً بیان کر دیا گیا ہے۔

اجماع کی تعریف و مفہوم: کسی مسئلے (یا عقیدے) پر اتفاقِ رائے کو لغت میں اجماع کہا جاتا ہے۔ مثلاً دیکھئے القاموس المحیط (ص ۹۱۷ ب) المعجم الوسیط (۱/ ۱۳۵) اور القاموس الوحید (ص ۲۸۰)

محمد مرتضٰی زبیدی حنفی نے لکھا ہے: " والاجماع أي اجماع الأمة :الاتفاق ..."
اور اجماع یعنی اُمت کا اجماع: اتفاق (تاج العروس ج ۱۱ ص ۷۵)

اسی طرح اَجمع کا مطلب: اتفاق کرنا، اکٹھا کرنا اور پختہ ارادہ کرنا ہے۔
دیکھئے سورۃ یوسف (۱۵) مصباح اللغات (ص ۱۲۲) اور عام کتبِ لغت۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

" الحمدلله . معنى الاجماع :أن تجتمع علماء المسلمين علٰى حكم من الأحكام . و إذا ثبت اجماع الأمة علٰى حكم من الأحكم لم يكن لأحد أن

یخرج عن اجماعهم فإن الأمة لا تجتمع علىٰ ضلالة ولكن كثير من المسائل يظن بعض الناس فيها اجماعًا ولا يكون الأمر كذلك ، بل يكون القول الآخر أرجح في الكتاب والسنة "

حمد وثنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ اجماع کا معنی یہ ہے کہ احکام میں سے کسی حکم پر مسلمانوں کے علماء جمع ہو جائیں اور جب کسی حکم پر اُمت کا اجماع ثابت ہو جائے تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ علماء کے اجماع سے باہر نکل جائے، کیونکہ اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، لیکن بہت سے مسائل میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اجماع ہے، حالانکہ ان میں اجماع نہیں ہوتا بلکہ (اس کے مخالف) دوسرا قول کتاب وسنت میں زیادہ راجح ہوتا ہے۔

(الفتاویٰ الکبریٰ ج ۱ ص ۴۸۴، مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۱۰)

اُمت سے مراد اُمتِ مسلمہ کے صحیح العقیدہ اہلِ سنت علماء وعوام ہیں اور عوام اپنے علماء کے مقتدی ومتبع ہوتے ہیں، لہٰذا علماء کے اتفاق میں عوام کا اتفاق بھی شامل ہے۔

اجماع کی تین اقسام ہیں:

۱: جو نصِ صریح سے ثابت ہو، مثلاً رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔

۲: جو نص سے استنباط ہو، مثلاً ضعیف راوی کی منفرد روایت ضعیف وغیر مقبول ہے۔

۳: جو علماء کے اجتہاد سے ثابت ہو، مثلاً:

(۱) صحیح حدیث کی پانچ شرطیں ہیں اور ان میں ایک یہ ہے کہ شاذ نہ ہو۔

(۲) نماز میں اُونچی آواز سے ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۳) نومولود کے کان میں اذان دینا۔

(۴) امام کا جہری تکبیریں کہنا اور مقتدیوں کا سری تکبیریں کہنا، الا یہ کہ مکبّر ہو۔ وغیر ذلک

یہ تینوں اقسام حجت ہیں اور اس تمہید کے بعد اجماعِ اُمت کے حجت ہونے کے بعض دلائل اور آثارِ سلف صالحین پیشِ خدمت ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ

غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِيۡرًا ﴾

اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد، رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے تو جدھر وہ پھرتا ہے ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیتے ہیں اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ (جہنم) بُرا ٹھکانا ہے۔ (النساء:۱۱۵)

اس آیت کی تفسیر میں ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے فرمایا: "قال العلماء في قوله ... دليل على صحة القول بالاجماع" علماء نے فرمایا کہ اس میں اجماع کے قول کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

(تفسیر قرطبی: الجامع لاحکام القرآن ۵/۳۸۶، دوسرا نسخہ ۱/۹۷۲)

ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) نے لکھا ہے:

"ثم إن عامة العلماء استدلوا بها على كون الاجماع و أن مخالفه عاصٍ و على أن الابتداع فى الدين مذموم." پھر عام علماء نے اس آیت سے استدلال کیا کہ اجماع حجت ہے اور اس کا مخالف گناہ گار ہے اور یہ استدلال بھی کیا ہے کہ دین میں بدعت نکالنا مذموم ہے۔

(الموافقات ۴/ ۳۸، الفصل الرابع فی العموم والخصوص: المسألۃ الثالثۃ/تحقیق مشہور حسن)

برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی (متوفی ۸۸۵ھ) نے اس آیت کی تشریح و تفسیر میں لکھا: "وهذه الآية دالة على أن الاجماع حجة." اور یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے۔ (نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ج ۲ ص ۳۱۸)

حنفی فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی (متوفی ۳۷۵ھ) نے آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے: "و فى الآية دليل: أن الاجماع حجة لأن من خالف الاجماع فقد خالف سبيل المؤمنين." اور آیت میں (اس پر) دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے، کیونکہ جس نے اجماع کی مخالفت کی تو اس نے سبیل المومنین کی مخالفت کی۔

(تفسیر سمرقندی/ بحر العلوم ۱/ ۳۸۷-۳۸۸)

قاضی عبداللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ۶۹۱ھ) نے اس آیت کی تشریح میں کہا:

" والآیة تدل علیٰ حرمة مخالفة الاجماع ... " اور آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اجماع کی مخالفت حرام ہے۔ (انوار التنزیل واسرار التنزیل/تفسیر بیضاوی ۱/۲۴۳)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر (۱/ ۵۶۸، دوسرا نسخہ ۲/ ۳۶۵۔۳۶۶) وغیرہ۔

۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِيْ عَلٰی ضَلَالَةٍ أَبَدًا . وَ یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ .)) اللہ میری اُمت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (المستدرک للحاکم ۱/۱۱۶ ح ۳۹۹ وسندہ صحیح)

اس حدیث کی سند درج ذیل ہے:

" حدثنا أبو بکر محمد بن أحمد بن بالویة : ثنا موسی بن هارون : ثنا العباس بن عبد العظیم : ثنا عبد الرزاق : ثنا إبراهیم بن میمون العدني ـ و کان یسمی قریش الیمن و کان من العابدین المجتهدین ـ قال قلت لأبي جعفر : والله لقد حدثني ابن طاوس عن أبیه قال :سمعت ابن عباس یقول : قال رسول الله ﷺ . "

(اتحاف المہرۃ لابن حجر ۷/ ۲۹۷ ح ۸۴۲۸، المستدرک: ۳۹۹، مخطوط مصور ج ۱ ص ۵۰ [۴۹])

اب اس سند کے راویوں کی توثیق پیشِ خدمت ہے:

۱: ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ الجلاب النیسابوری (متوفی ۳۴۰ھ)

انھیں حاکم نے ثقہ کہا۔ (المستدرک ۱/۵۳ ح ۱۷۳)

حاکم اور ذہبی دونوں نے ابن بالویہ کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔

(المستدرک ۲/ ۲۴۰۔۲۴۱ ح ۲۹۴۶)

اور ذہبی نے فرمایا: " من أعیان المحدثین و الرؤساء ببلده " وہ بڑے معزز محدثین میں سے اور اپنے شہر (نیشاپور) کے رئیسوں میں سے تھے۔ (تاریخ الاسلام ۲۵/۱۹۴)

اور فرمایا: " الإمام المفید الرئیس ... " (سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۴۱۹)

۲: ابو عمران موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ بن مروان البزاز الحمال (متوفی ۲۹۴ھ)

خطیب بغدادی نے کہا: " و كان ثقة عالمًا حافظًا ."

ابن المنادی نے کہا: " كان أحد المشهورين بالحفظ والثقة و معرفة الرجال "

(تاریخ بغداد ۱۳/ ۵۰۔۵۱ ت ۷۰۱۹)

حافظ ذہبی نے کہا: " الإمام الحافظ الكبير الحجة الناقد ، محدث العراق "

(سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۱۱۶)

۳: ابو الفضل عباس بن عبدالعظیم بن اسماعیل العنبری البصری (متوفی ۲۴۰ھ)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: " ثقة حافظ " (تقریب التہذیب: ۳۱۷۶)

حافظ ذہبی نے فرمایا: " الحافظ الحجة الإمام " (سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۳۰۲)

امام نسائی نے فرمایا: " ثقة مامون ، صاحب حديث " (تسمیۃ مشائخ النسائی: ۱۲۵)

۴: ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی الیمنی (متوفی ۲۱۱ھ)

آپ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق، صحیح الحدیث اور حسن الحدیث ہیں۔

دیکھئے میری کتاب تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۴۰۴۔۴۱۶)

تنبیہ: محمد بن احمد بن حماد الدولابی نے اپنی سند کے ساتھ عباس بن عبدالعظیم سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے (امام) عبدالرزاق کے بارے میں فرمایا: " والله الذي لا إله إلا هو إن عبد الرزاق كذاب ، و محمد بن عمر الواقدي أصدق منه . "

(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۳ ص ۱۰۹، دوسرا نسخہ ۳/ ۸۵۹، تیسرا نسخہ ۴/ ۴۷)

یہ روایت عباس بن عبدالعظیم سے ثابت ہی نہیں، کیونکہ اس کا راوی دولابی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور جدید دور کے بعض طالب علموں کا اس کی توثیق ثابت کرنے کی کوشش لاحاصل ہے۔

کتاب الکنیٰ والے ابن حماد الدولابی (حنفی) کے بارے میں محدثین کرام کی تحقیقات درج ذیل ہیں:

(۱): امام ابن عدی نے فرمایا: ابن حماد نعیم (بن حماد) کے بارے میں جو کچھ کہتا ہے، اس میں متہم ہے، کیونکہ وہ اہل الرائے میں بہت پکا تھا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۴/ ۲۵ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۴۵۳)

(۲): ابن یونس المصری نے کہا: "وکان من أهل صنعة الحدیث، حسن التصنیف، وله بالحدیث معرفة . وکان یضعف " (تاریخ دمشق ۵۱/ ۳۱ وسندہ صحیح)

(۳): حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے۔

(ج ۲ ص ۲۷۷ ت ۳۵۶۶)

نیز دیکھئے المغنی فی الضعفاء (۲/ ۲۵۹ ت ۵۲۵۶)

اس سلسلے میں امام دارقطنی کا کلام غیر واضح ہے۔ سوالات میں " تکلموا فیه ، ما تبین من أمره إلا خیر " چھپا ہوا ہے، جبکہ حافظ ذہبی نے " تکلموا فیه لما تبیّن من أمره الأخیر " کے الفاظ لکھے ہیں۔ (میزان الاعتدال ۳/ ۴۵۹ ت ۱۷۵۱)

یہ دونوں حوالے باہم متعارض ہو کر ساقط ہیں اور جمہور کی جرح کی رُو سے دولابی ضعیف ہے۔

عباس بن عبدالعظیم کی عبدالرزاق سے روایات کو درج ذیل محدثین نے صحیح و حسن قرار دیا ہے:

(۱): ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۶۴، بروایتہ)

(۲): ابن حبان (الاحسان: ۵۰۹، ۴۰۳۲/ ۴۰۴۳)

(۳): ترمذی (سنن ترمذی: ۳۳۳۳ وقال: ھذا حدیث حسن غریب)

(۴): ابونعیم الاصبہانی (المسند المستخرج علیٰ صحیح مسلم ۳/ ۳۸۷ ح ۳۰۲۲ بروایتہ)

نیز دیکھئے المستدرک (۱/ ۴۲۸ ح ۱۵۶۱)

عقیلی والی روایت مردودہ سے استدلال کے علاوہ کسی محدث نے بھی یہ نہیں کہا کہ عباس بن عبدالعظیم کا عبدالرزاق سے سماع بعد از اختلاط ہے، لہٰذا مذکورہ تصحیحات کی رُو سے

عباس بن عبدالعظیم کا عبدالرزاق سے سماع قبل از اختلاط ہے۔

۵: ابراہیم بن میمون العدنی الصنعانی او الزَّبیدی رحمہ اللہ

ثقة (تقریب التہذیب:۲۶۲)

و ثقه ابن معين وغيره .

۶: ابو محمد عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی رحمہ اللہ

ثقة فاضل عابد . (تقریب التہذیب:۳۳۹۷)

۷: طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ

ثقة فقيه فاضل . (تقریب التہذیب:۳۰۰۹)

۸: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، صحابی مشہور

ثابت ہوا کہ یہ سند صحیح ہے اور حاکم نیشاپوری نے اسے ان احادیث میں ذکر کیا ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع حجت ہے۔ (دیکھئے المستدرک ۱/۱۱۳ ح ۳۸۶)

۴) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ .)) میری اُمت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، لہٰذا تم جماعت (اجماع) کو لازم پکڑو، کیونکہ یقیناً اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۴۴۷ ح ۱۳۶۲۳)

اس حدیث کی سند درج ذیل ہے:

" حدثنا عبد الله بن أحمد : حدثني محمد بن أبي بكر المقدمي : ثنا معتمر ابن سليمان عن مرزوق مولى آل طلحة عن عمرو بن دينار عن ابن عمر.. " (المعجم الکبیر:۱۳۶۲۳)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ وصحیح لغیرہ ہے اور راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ)

ثقة (تقریب التہذیب:۳۲۰۵)

۲: محمد بن ابی بکر بن علی بن عطاء بن مقدم المقدمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ)

ثقة (تقریب التہذیب: ۵۷۶۱)

۳: معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ)

ثقة (تقریب التہذیب: ۶۷۸۵)

۴: ابوبکر مرزوق مولیٰ آل طلحہ البصری الباہلی رحمہ اللہ

صدوق (تقریب التہذیب: ۶۵۵۵)

وثقه أبو زرعة الرازي (کتاب الجرح والتعدیل ۸/۲۶۴)

ووثقه الجمهور فهو حسن الحديث.

۵: ابومحمد عمرو بن دینار المکی الاثرم رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۶ھ)

ثقة ثبت (تقریب التہذیب: ۵۰۲۴)

۶: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابی مشہور

یہ حدیث اپنے سابق شاہد (فقرہ نمبر ۲) کی وجہ سے صحیح لغیرہ ہے۔ والحمدللہ

شیخ البانی نے اس حدیث کو بذاتِ خود " و هذا إسناد صحيح رجاله ثقات ..." قرار دیا ہے۔ (دیکھئے السنۃ لابن ابی عاصم بتحقیق الالبانی ۱/۴۰ ح ۸۰)

۴) ثقہ جلیل القدر تابعی امام شریح بن الحارث القاضی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ان کی طرف لکھ کر (حکم) بھیجا:

(۱) جب تمھارے پاس کتاب اللہ میں سے کوئی چیز (دلیل) آئے تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور اس کے مقابلے میں لوگوں کی طرف التفات نہ کرنا۔

(۲) پھر اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) دیکھ کر اس کے مطابق فیصلہ کرنا۔

(۳) اگر کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی نہ ملے تو دیکھنا کہ کس بات پر لوگوں کا اجماع ہے، پھر اسے لے لینا۔

(۴) اگر کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی نہ پاؤ اور تم سے پہلے کسی نے اس کے بارے میں کلام نہ کیا ہو تو دو کاموں میں سے جو چاہو اختیار کرلو:
یا تو اجتہاد کرو اور فیصلہ کر دو، یا پیچھے ہٹ جاؤ اور فیصلے میں تاخیر کرو اور میرا خیال ہے کہ تمھارے لئے تاخیر ہی بہتر ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۷/ ۲۴۰ ح ۲۲۹۸۰ وسندہ صحیح، المختارہ ۱/ ۲۳۸ ح ۱۴۴)

اس روایت کی سند درج ذیل ہے:

" حدثنا علي بن مسهر عن الشيباني عن الشعبي عن شريح ... "

راویوں کی تحقیق درج ذیل ہے:

۱: علی بن مسہر الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

" و كان فقيهًا محدّثًا ثقة ." (الکاشف للذہبی ۲/ ۳۳۷ ت ۳۹۶۲)

۲: ابو اسحاق سلیمان بن ابی سلیمان الشیبانی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱ھ)

ثقة (تقریب التہذیب: ۲۵۶۸)

۳: عامر بن شراحیل الشعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ)

ثقة مشهور فقيه فاضل (تقریب التہذیب: ۳۰۹۲)

۴: شریح بن الحارث القاضی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸ھ)

" مخضرم ثقة و قيل : له صحبة " (تقریب التہذیب: ۲۷۷۴)

۵: سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوطی اور پوری طاقت کے ساتھ پکڑلو۔ (ابوداود: ۴۶۰۷ وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۲۶۷۶، اضواء المصابیح اردو ج ۱ ص ۲۲۱)

۵) سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ نے ایک تابعی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:
" أوصيك بتقوى الله و لزوم الجماعة فإن الله عزوجل لم يكن ليجمع أمة محمد ﷺ على ضلالة ... " میں تجھے اللہ کے تقویٰ اور جماعت لازم پکڑنے کا حکم

دیتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی اُمت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۳ ص ۲۴۴۔ ۲۴۵ وسندہ حسن، موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب ۱/ ۴۵۰، الفقیہ والمتفقہ ۱/ ۱۶۷)

اس روایت کی سند درج ذیل ہے:

" حدثنا سعيد بن منصور : حدثنا أبو معاوية قال : ثنا أبو إسحاق الشيباني عن يسير بن عمرو عن أبي مسعود الأنصاري ... "

اس موقوف روایت کے راویوں کا مختصر و جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: سعید بن منصور بن شعبہ الخراسانی المکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ)

" ثقة مصنف و كان لا يرجع عما في كتابه لشدة وثوقه به . "

(تقریب التہذیب: ۲۳۹۹)

۲: ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر الکوفی (متوفی ۱۹۵ھ)

و ثقه الجمهور وهو صحيح الحديث إذا صرح بالسماع فيما روى عن الأعمش و حسن الحديث إذا روى عن غيره إذا صرح بالسماع .

جمہور نے انھیں ثقہ قرار دیا اور وہ اعمش سے روایت میں صحیح الحدیث ہیں، بشرطیکہ سماع کی تصریح کریں اور دوسروں سے حسن الحدیث ہیں، بشرطیکہ سماع کی تصریح کریں۔

ابن سعد نے کہا: " و كان ثقة كثير الحديث ، يدلّس و كان مرجئاً "

(الطبقات الکبریٰ ۶/ ۳۹۲)

فائدہ: اس مفہوم کی ایک روایت کو امام طبرانی نے " محمد بن عبدوس بن كامل : ثنا علي بن الجعد : ثنا شعبة عن سليمان الشيباني " کی سند سے روایت کیا ہے۔ (المعجم الکبیر ۱۷/ ۲۴۰ ح ۶۶۶ وسندہ صحیح)

۳: ابو اسحاق الشیبانی رحمہ اللہ ثقة . (دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۴/ ۲)

۴: یسیر بن عمرو رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵ھ)

و له رؤية . (تقریب التہذیب:۷۸۰۸)

یعنی وہ صحابی تھے۔ رضی اللہ عنہ

۵: سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی۔

اس روایت کو خطیب بغدادی نے "الکلام فی الأصل الثالث من أصول الفقه وهو اجماع المجتهدين" میں ذکر کیا ہے۔

دیکھئے الفقیہ والمتفقہ (۱/۱۵۴، ص ۱۶۷)

مستدرک الحاکم (۴/ ۵۰۶۔۵۰۷ ح ۸۵۴۵) میں اس روایت کی دوسری سند بھی ہے، جسے حاکم اور ذہبی دونوں نے مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

۶) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" فما رأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن و ما رأوا سيئاً فهو عند الله سئ " پس جسے مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جسے بُرا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بُرا ہے۔

(مسند احمد ۱/ ۳۷۹ ح ۳۶۰۰ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی ۳/ ۷۸۔۷۹ ح ۴۴۶۵)

اس روایت کی سند درج ذیل ہے:

" حدثنا أبو بكر : حدثنا عاصم عن زر بن حبيش عن عبد الله بن مسعود "

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: قاری ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ

صدوق حسن الحديث وثقه الجمهور . (دیکھئے نور العینین ص ۱۶۸۔۱۷۰)

۲: قاری عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ

صدوق حسن الحديث وثقه الجمهور .

۳: زر بن حبیش رحمہ اللہ

" ثقة جليل مخضرم " (تقریب التہذیب: ۲۰۰۸)

۴: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مشہور صحابی

اس روایت کی دوسری سندیں بھی ہیں اور ان میں سے دوسندوں کو خطیب بغدادی نے اجماع والے باب میں ذکر کیا ہے۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۱۶۶-۱۶۷)

حافظ ہیثمی نے بھی اسے ''باب فی الاجماع ''میں ذکر کیا ہے۔

(مجمع الزوائد ۱/۱۷۷-۱۷۸)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے اور اگر کتاب اللہ اور سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ملے تو پھر صالحین کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے اور اگر تینوں میں نہ ملے تو پھر اجتہاد کرنا چاہئے۔

(سنن نسائی ۸/۲۳۰ ح ۵۳۹۹، دارمی: ۱۷۲، بیہقی ۱۰/۱۱۵)

اس روایت میں ابو معاویہ منفرد نہیں اور اعمش مدلس ہیں، لہٰذا سند ضعیف ہے، لیکن سنن دارمی (۱۷۱) اور المعجم الکبیر للطبرانی (۹/۲۱۰ ح ۸۹۲۱ وسندہ حسن) وغیرہما میں اس کے شواہد ہیں، جن کے ساتھ یہ روایت حسن ہے۔ امام نسائی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: '' هذا الحديث جيّد جيّد '' اور اس پر ''الحكم باتفاق أهل العلم '' کا باب باندھ کر یہ ثابت کر دیا کہ اجماع حجت ہے۔

۷) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تین خصلتوں میں مسلم کا دل کبھی خیانت نہیں کرتا:

(۱) خالص اللہ کے لئے عمل

(۲) حکمرانوں کے لئے خیر خواہی

(۳) اور جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعوت (دعا) دُور والوں کو بھی گھیر لیتی ہے۔

(مسند احمد ۵/۱۸۳ ح ۲۱۵۹۰ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح، اضواء المصابیح اردو ج ا ص ۲۹۳ ح ۲۲۸-۲۲۹)

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے اس مفہوم کی حدیث کی تشریح

میں فرمایا:" وأمر رسول اللّٰہ بلزوم جماعة المسلمين مما يحتج به في أن اجماع المسلمين ۔ إن شاء اللّٰہ ۔ لازم . " اوررسول اللہ (ﷺ) کا مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم، ان دلائل میں سے ہے کہ ان شاء اللہ مسلمانوں کا اجماع لازمی (دلیل) ہے۔ (کتاب الرسالہ ص ۴۰۳ فقرہ: ۱۱۰۵)

۸) سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ((فمن أحب منكم بحبحة الجنة فليلزم الجماعة فإن الشيطان مع الواحد و هو من الاثنين أبعد .)) تم میں سے جو شخص بہترین اور وسیع جنت پسند کرتا ہے تو جماعت کو لازم پکڑلے، کیونکہ ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ (اس کے مقابلے میں) دو سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ۵/ ۳۸۸ ح ۹۲۲۲ وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس مفہوم کی روایت کو اجماع کی حجیت کے تحت ذکر کرکے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے کتاب الرسالہ ص ۴۷۴ فقرہ: ۱۳۱۵)

۹) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ﴾ اور اسی طرح ہم نے تمھیں اُمت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

(سورۃ البقرہ: ۱۴۳)

اس آیت کی تشریح میں ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵ھ) نے کہا: " وقيل : معناه ليكون اجماعكم حجة " اور کہا گیا ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ تمھارا اجماع حجت ہو۔ (البحر المحیط ج ۱ ص ۵۹۵)

امام بخاری نے آیت مذکورہ کے بعد لکھا ہے:" وما أمر النبي ﷺ بلزوم الجماعة وهم أهل العلم " (صحیح بخاری ۲/ ۱۰۹۲ قبل ح ۷۳۴۹، فتح الباری ۱۳/ ۳۱۶)

اہل العلم سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء ہیں۔ (فتح الباری ۱۳/ ۳۱۶)

کرمانی نے کہا:" مقتضى الأمر بلزوم الجماعة أنه يلزم المكلف متابعة

ما أجمع عليه المجتهدون وهم المراد بقوله :وهم أهل العلم . و الآية التي ترجم بها احتج بها أهل الأصول لكون الاجماع حجة ...“

جماعت لازم پکڑنے کے حکم کا تقاضا یہ ہے: (ہر) مکلّف پر یہ ضروری ہے کہ جس پر مجتہدین کا اجماع ہو اس کی اتباع کرے اور اہلِ علم کے قول سے یہی مراد ہیں۔ امام بخاری نے جو آیت ترجمۃ الباب میں ذکر کی ہے اُس سے اہلِ اصول نے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۳۱۶۔۳۱۷)

۱۰) سیدنا الحارث الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فإنه من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه إلا أن يرجع .))

بے شک جو شخص بالشت برابر جماعت سے دُور ہوا تو اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکا، اِلا یہ کہ وہ رجوع کرے یعنی واپس آجائے۔

(سنن ترمذی: ۲۸۶۳ وقال: ”ھذا حدیث حسن صحیح غریب“ وسندہ صحیح، الشریعہ للآجری ۱/ ۲۸۷ ح ۷ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ص ۸، اضواء المصابیح اردو ج ۱ ص ۲۴۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اجماع شرعی حجت ہے۔

۱۱) ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین آدمیوں کا قتل جائز ہے:

(۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی (۳) اور ”والتارك لدينه المفارق للجماعة“

(صحیح مسلم: ۱۶۷۶، ترقیم دارالسلام: ۴۳۷۵ واللفظ لہ، صحیح البخاری: ۶۸۷۸)

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر العسقلانی نے لکھا ہے:

” و مخالف الاجماع داخل في مفارق الجماعة “ اور اجماع کا مخالف مفارق الجماعۃ (کے مفہوم) میں داخل ہے۔ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۰۴)

۱۲) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا ایک طائفہ (گروہ) ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ الخ (صحیح مسلم ح ۱۹۲۰، ترقیم دارالسلام: ۴۹۵۰)

اس کی تشریح میں علامہ نووی نے لکھا ہے:” وفيه دليل لكون الاجماع حجة

وهو أصح ما يستدل به من الحديث " اوراس میں اجماع کے حجت ہونے پر دلیل ہے اور (نووی کے نزدیک) احادیث میں سے اجماع ثابت کرنے والی یہ صحیح ترین دلیل ہے۔ (شرح صحیح مسلم، درسی نسخہ ج ۲ ص ۱۴۳)

۱۳) سعید بن جمہان (صدوق حسن الحدیث تابعی) رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: سلطان (حکمران) لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور یہ کرتا ہے وہ کرتا ہے؟ تو سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ زور سے جھٹک کر فرمایا:

" و يحك يا ابن جمهان ! عليك بالسواد الأعظم ، عليك بالسواد الأعظم ، إن كان السلطان يسمع منك فأته في بيته فأخبره بما تعلم فإن قبل لك و إلا فدعه فإنك لست بأعلم منه . "

تیری خرابی ہو، اے ابن جمہان! سواد اعظم کو مضبوطی سے پکڑ لو، سواد اعظم کو مضبوطی سے پکڑ لو، اگر سلطان (مسلمان حکمران) تیری بات سنتا ہے تو اس کے گھر جا کر اسے وہ بتا دو جو تم جانتے ہو، پھر اگر وہ مان لے تو (بہتر ہے) ورنہ اسے چھوڑ دو، کیونکہ تم اس سے زیادہ نہیں جانتے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۸۳۔۳۸۴ ح ۱۹۴۱۵، وسندہ حسن لذاتہ)

اس حدیث میں سواد اعظم سے مراد مسلمانوں کا اجماع ہے۔

۱۴) مشہور ثقہ تابعی امام عمر بن عبدالعزیز الاموی رحمہ اللہ نے (اپنی خلافت کے دوران میں) چاروں طرف لکھ کر (حکم) بھیجا: **"ليقضي كل قوم بما اجتمع عليه فقهاؤهم"** ہر قوم اس کے مطابق فیصلہ کرے جس پر اُن کے فقہاء کا اجماع ہے۔

(سنن دارمی بتحقیق حسین سلیم اسد ج ۱ ص ۴۸۹ ح ۶۵۲ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۶۳۲، حميد الطويل صرح بالسماع عند الدارمي)

ثابت ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۱۵) مدینہ طیبہ کے امام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرالاصبحی الفقیہ المحدث رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب موطأ امام مالک میں کئی

مقامات پر اجماع سے استدلال کیا، مثلاً امام مالک نے فرمایا: " الأمر المجتمع عليه عندنا أن المسلم إذا أرسل كلب المجوسي الضّاري فصاد أو قتل ، إنه إذا كان معلّمًا فأكل ذلك الصيد حلال لابأس به و إن لم يذكه المسلم ... "

ہمارے ہاں اس پر اجماع ہے کہ مسلمان جب مجوسی کا شکاری کتا (شکار کے لئے بسم اللہ پڑھ کر) بھیجے، پھر وہ شکار کرے یا (شکار کو) قتل کر دے، اگر وہ کتا سکھایا ہوا تھا تو اس شکار کا کھانا حلال ہے، اگرچہ مسلمان اسے ذبح نہ کر سکے۔ (الموطا، روایۃ یحییٰ ۴۹۴/۲ تحت ح ۱۰۹۱)

اورفرمایا: " الأمر عندنا الذي لا اختلاف فيه . أنه لا يكره الاعتكاف في كل مسجد يجمّع فيه . " اس بات میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے، اس میں اعتکاف مکروہ نہیں ہے۔ (الموطأ روایۃ یحییٰ ۳۱۳/۱ تحت ح ۷۰۲)

تنبیہ بلیغ: ایک روایت میں آیا ہے کہ تین مساجد کے علاوہ اعتکاف نہیں ہے، لیکن یہ روایت اصولِ حدیث کی رُو سے ضعیف ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام ج ۲ ص ۱۴۷)

موطأ امام مالک میں " الأمر المجتمع " وغیرہ کے بہت سے دیگر حوالے بھی ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۱۶) امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اصل (دلیل) قرآن یا سنت (حدیث) ہے اور اگر (ان میں) نہ ہو تو پھر ان دونوں پر قیاس (اجتہاد) ہے اور جب رسول اللہ (ﷺ) تک حدیث متصل (سند سے) ہو اور سند صحیح ہو تو یہ سنت ہے اور اجماع خبر واحد سے بڑا ہے۔ " الخ

(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ۱۷۷۔۱۷۸، وسندہ صحیح، الحدیث: ۷۹ ص ۵۷)

امام شافعی نے فرمایا: " والعلم طبقات شتى : الأولى الكتاب والسنة إذا ثبتت السنة ، ثم الثانية الاجماع فيما ليس فيه كتاب ولا سنة ، والثالثة أن يقول بعض أصحاب النبي ﷺ و لا نعلم له مخالفًا منهم ... " اور علم کے کئی طبقے ہیں: پہلا یہ کہ کتاب وسنت، بشرطیکہ سنت ثابت ہو، پھر دوسرا: اجماع جس میں کتاب وسنت نہ

ہو، اور تیسرا: نبی ﷺ کے بعض صحابہ کا قول (یا اقوال) جس کا ہمیں مخالف معلوم نہ ہو۔

(کتاب الام ج ۷ ص ۲۶۵ باب فی قطع العبد)

ثابت ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کتاب و سنت کے بعد اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

نیز دیکھئے کتاب الرسالہ (۱۱۲، ۱۱۰۵، ۱۳۰۹۔ ۱۳۲۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۱۔ ۱۸۲۱) وغیر ذلک

۱۷) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فصل (جدائی) کرنا چاہئے؟ انھوں نے فرمایا: "**ینتھی فی القرآن إلٰی ما أجمعوا علیہ: أصحاب محمد علیہ السلام . لا یزاد فیہ ولا ینقص**" محمد علیہ السلام (ﷺ) کے صحابہ کا جس پر اجماع ہوا، قرآن کے بارے میں اسی پر رُک جانا چاہئے، نہ اضافہ کرنا چاہئے اور نہ کمی کرنی چاہئے۔ (مسائل احمد، روایۃ صالح بن احمد ۱/۲۷۴ فقرہ: ۲۱۶)

ثابت ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ اجماع کو حجت سمجھتے تھے بلکہ انھوں نے اجتہادی غلطی سے ایک اختلافی مسئلے (قراءت خلف الامام) پر بھی اجماع کا دعویٰ کر دیا!

(دیکھئے مسائل احمد، روایۃ ابی داود ص ۳۱ قولہ: " أجمع الناس أن ھذہ (الآیۃ) فی الصلوٰۃ "!!!)

فائدہ: امام ابراہیم بن ابی طالب النیسابوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے احمد (بن حنبل) سے امام کی جہری حالت میں قراءت کے بارے میں پوچھا؟ تو انھوں نے فرمایا: "**یقرأ بفاتحۃ الکتاب**" سورۂ فاتحہ پڑھے۔

(تاریخ نیسابور للحاکم بحوالہ سیر اعلام النبلاء للذہبی ۱۳/ ۵۵۰۔ ۵۵۱ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ مسائل ابی داود والا (مشار الیہ) قول منسوخ ہے۔ والحمد للہ

اگر کوئی کہے کہ امام احمد نے فرمایا: "**من ادعی الاجماع فھو کاذب ، لعل الناس اختلفوا ولم ینبہ إلیہ ...**" جس نے اجماع کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے، ہوسکتا ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہو اور اسے پتا نہ چلا ہو۔ (المحلیٰ لابن حزم ج ۱۰ ص ۴۲۲ مسئلہ: ۲۰۲۵، العین)

تو اس کی وضاحت میں عرض ہے کہ یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جو اختلافی

مسائل میں علم ہونے کے باوجود اختلافی چیز پر اجماع کا دعویٰ کرے۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جماعت اہل حدیث صحیح اجماع کے وجود کو مانتی اور اس کو حجت گردانتی [ہے]۔ امام احمد کا یہ فرمان [یعنی جو شخص کسی امر میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے] اجماع کے غلط دعاوی [دعووں] کے بارے میں تھا۔ جو اُس دور کے بدعتی فرقے نصوص صریحہ صحیحہ کی مخالفت میں کرتے اور ان کا سہارا لیتے تھے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ حافظ ابن القیم اور ان کے شیخ امام ابن تیمیہ کی تالیفات میں بعض جگہ یہ وضاحت ملتی ہے۔''

(حاشیہ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۲ص ۹۷ بتصرف یسیر، الحدیث: ۶۱ ص ۴۰)

فائدہ: ''تلزم جماعة المسلمين و إمامهم'' اور ''الجماعة'' والی احادیث کا معنی تو آپ نے پڑھ لیا، اب ''و إمامهم'' کا معنی پیشِ خدمت ہے:

امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے میتة جاهلية والی حدیث کے بارے میں فرمایا: کیا تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے، ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے، پس اس حدیث کا یہی معنی ہے۔

(سوالات ابن ہانی: ۲۰۱۱، علمی مقالات ج ۱ص ۴۰۳ بتصرف یسیر)

ثابت ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی مسلمانوں کا اجماع حجت سمجھتے تھے۔

۱۸) مشہور ثقہ زاہد ابو نصر بشر بن الحارث بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ہلال المروزی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا: '' قد أجمع أهل العلم أن الخفّة في القيامة خير . '' اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے کہ قیامت کے دن (مال و دولت کا) ہلکا پن بہتر ہوگا۔ (کتاب الزہد الکبیر للبیہقی ص ۱۴۳ ح ۲۸۶، وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ امام بشر الحافی رحمہ اللہ اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۱۹) امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ بھی اجماع کے قائل تھے۔

دیکھئے فقرہ نمبر ۹

۲۰) امام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے فرمایا:

''اس قاعدہ مذکورہ کے مطابق (اے شاگردِ عزیز!) ہم تمہاری خواہش کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی احادیث جمع کریں گے۔ رہے وہ لوگ جو تمام علماء حدیث یا اکثر کے نزدیک مطعون ہیں جیسے عبداللہ بن مسور... تو ایسے لوگوں کی روایات کو ہم اپنی کتاب میں جمع نہیں کریں گے۔'' (صحیح مسلم ص۴۔۵، الحدیث حضرو: ۸۹ ص ۴۸)

اس عبارت سے دو باتیں صاف صاف ثابت ہیں:

۱: امام مسلم اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۲: جرح (وتعدیل) کے اختلاف میں امام مسلم جمہور محدثین کو ترجیح دیتے تھے۔

امام مسلم نے دوسرے مقام پر فرمایا: '' **ليس كلّ شيء عندي صحيح و ضعته ههنا، إنما وضعت ههنا ما أجمعوا عليه** '' ہر چیز جو میرے نزدیک صحیح ہے وہ میں نے یہاں درج نہیں کی بلکہ میں نے یہاں وہی درج کیا ہے جس پر ان (محدثین) کا اجماع ہے۔ (صحیح مسلم: ۴۰۴، ترقیم دارالسلام: ۹۰۵ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

ثابت ہوا کہ امام مسلم اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۲۱) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے فرمایا:

'' **وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ و التابعين و من بعدهم على أن النفساء تدع الصلوٰة أربعين يومًا إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل و تصلّي ...** '' نبی ﷺ کے صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس عورت کا بچہ یا بچی پیدا ہو، وہ چالیس دن نماز نہیں پڑھے گی اِلا یہ کہ وہ اس سے پہلے پاک ہو جائے تو پھر نہائے گی اور نماز پڑھے گی۔ (سنن ترمذی: ۱۳۹)

امام ترمذی کے اس طرح کے اور بھی کئی حوالے ہیں۔

۲۲) مشہور ثقہ تابعی امام محمد بن سیرین الانصاری البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) نے فرمایا: '' **أجمعوا على أنه إذا تكلم استأنف و أنا أحب أن يتكلم و يستأنف**

الصلوۃ " اس پران کا اجماع ہوا کہ جب وہ (نمازی نماز میں جان بوجھ کر) باتیں کرے تو وہ نئے سرے سے (نماز دوبارہ) پڑھے گا اور میں پسند کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرے تو نماز دوبارہ (نئے سرے) سے پڑھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۹۶ ح ۵۹۱۷ وسندہ صحیح)

۲۳) امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے فرمایا:

" غير أن أهل الحديث قد اتفقوا علىٰ ذلك . و اتفاق أهل الحديث علىٰ شئ يكون حجة ." سوائے اس کے کہ اہلِ حدیث (محدثین) نے اس بات پر اتفاق کیا ہے اور اہل حدیث کا کسی چیز پر اتفاق (اجماع) حجت ہوتا ہے۔

(کتاب المراسیل لابن ابی حاتم ص ۱۹۲، فقرہ: ۷۰۳)

ثابت ہوا کہ ابوحاتم الرازی بھی اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۲۴) امام ابوحفص عمرو بن علی الفلاس الصیرفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۹ھ) نے ایک راوی عبدالقدوس بن حبیب الشامی کے بارے میں فرمایا: " أجمع أهل العلم علىٰ ترك حديثه " اس کی حدیث کے متروک ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے۔

(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۶/ ۵۶ ت ۲۹۵ وسندہ صحیح)

۲۵) امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۶

۲۶) امام ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) نے ایک کذاب راوی ابوداود سلیمان بن عمرو بن عبداللہ بن وھب النخعی الکوفی کے بارے میں گواہی دی:

" اجتمعوا علىٰ أنه يضع الحديث " اس پران (محدثین) کا اجماع ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۳ ص ۱۱۰۰، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۲۸)

۲۷) امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) نے سر کے مسح کے بارے میں فرمایا: "ثم فسرته السنة بالأخبار التي ذكرنا عن النبي ﷺ . فأما توقيت النصف والربع فإنه لا يجوز إلا أن يوجد علمه في كتاب أو سنة أو

اجمـاع" پھر سنت نے اس کی تفسیر بیان کی ہے اُن روایات کے ساتھ جنھیں ہم نے نبی ﷺ سے ذکر کیا ہے، پھر یہ کہ آدھے یا چوتھائی (سر کے مسح) کی مقدار مقرر کرنا جائز نہیں اِلا یہ کہ کتاب، سنت یا اجماع سے معلوم ہو جائے۔ (کتاب الطھور لابی عبید ص ۲۴ا تحت ح ۳۴۴)

ثابت ہوا کہ امام بخاری کے استاد امام ابو عبید رحمہ اللہ (غریب الحدیث وغیرہ جیسی مفید کتابوں کے مصنف) بھی کتاب وسنت کے بعد اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔

۲۸) طبقات ابن سعد والے محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے فرمایا: " **و أجمعوا علی أن خالد بن معدان توفي سنة ثلاث و مائة في خلافة یزید بن عبد الملك** " اور اس پر ان کا اجماع ہے کہ خالد بن معدان ۱۰۳ (ہجری) میں یزید بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں فوت ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۷ ص ۴۵۵)

۲۹) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے احکامِ مصطفیٰ (ﷺ) کے بارے میں ۱۱۰ قسمیں بیان کیں، جن میں قسم نمبر ۹۷ کے تحت فرمایا:

" **الأمر بالشئ الذي أمر به لعلة معلومة لم تذکر في نفس الخطاب و قد دلّ الاجماع علی نفي امضاء حکمه علی ظاهره .** " آپ کا کسی چیز کے بارے میں کسی معلوم شدہ علت کی وجہ سے حکم دینا جو کہ حدیث کے متن میں مذکور نہیں ہے اور اجماع نے اس پر دلالت کی ہے کہ اس میں ظاہر پر حکم نہیں ہے۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان ج ۱ ص ۱۱۵)

حافظ ابن حبان نے ایک بہترین اصول سمجھایا: " **اخبارہ ﷺ عن الشئ الذي ظاهرہ مستقل بنفسه وله تخصیصات: أحدهما من سنة ثابتة والآخر من الاجماع، قد یستعمل الخبر مرة علی عمومه و أخری یخص بخبر ثان، و تارة یخصّ بالاجماع .** " آپ ﷺ کا کسی چیز کے بارے میں خبر بیان کرنا جس کا ظاہری عموم بذاتِ خود مستقل (واضح) ہے اور اس کی دو تخصیصات ہیں: ایک تو سنتِ ثابتہ (صحیح حدیث) سے اور دوسری اجماع سے۔ روایت بعض اوقات اپنے عموم پر استعمال ہوتی ہے

اور بعض اوقات دوسری روایت اس کی تخصیص کر دیتی ہے اور بعض اوقات اجماع سے اس کی تخصیص کی جاتی ہے۔ (الاحسان نسخہ محققہ ج ۱ ص ۱۳۴، نوع: ۳۶)

حافظ ابن حبان نے عظیم اصول سمجھایا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے، بشرطیکہ: " ما لم يخالف الكتاب أو السنة أو الإجماع " جب تک کتاب یا سنت (حدیث) یا اجماع کے مخالف نہ ہو۔ (الاحسان ۱۱/ ۴۸۸ ح ۵۰۹۱، پرانا نسخہ: ۵۰۶۹)

ان بیانات سے دو باتیں صاف ثابت ہیں:

۱: ابن حبان کے نزدیک اجماع حجت ہے۔

۲: ابن حبان کے نزدیک (حجت ہونے کے لحاظ سے) سنت اور حدیث ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے فقرہ: ۱۶)

لہٰذا مرزا غلام قادیانی (کذاب) اور اس کے پیروکار قادیانیوں کا حجت ہونے کے لحاظ سے حدیث اور سنت میں فرق کرنا باطل ہے۔

اجماع کے بارے میں حافظ ابن حبان کے مزید حوالوں کے لئے دیکھئے الاحسان (۵/ ۱۷۴، دوسرا نسخہ ۵/ ۱۴۰، تیسرا نسخہ ۷/ ۴۴۲۔۴۴۳) وغیرہ

۳۰) امام ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی المروزی عرف اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) نے فرمایا: " و قد أجمع أهل العلم أن كل شئ يشبه الطلاق فهو طلاق كما تقدم من نيته بارادة الطلاق " اور اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ ہر چیز جو طلاق کے مشابہ ہے تو وہ طلاق ہے، جیسا کہ ارادۂ طلاق کی نیت کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔ (مسائل احمد و اسحاق روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج ج ۱ ص ۴۹۸ فقرہ: ۱۳۲۰)

امام اسحاق بن راہویہ نے تکفیر کے کئی مسائل پر اجماع نقل فرمایا ہے۔

(دیکھئے تعظیم قدر الصلوٰۃ للمروزی ۲/ ۹۳۰ فقرہ: ۹۹۱)

۳۱) امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم الاسفرائینی النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) نے فرمایا: " وقد أجمع أهل العلم أن بيت المال عصبة من لا عصبة له "

اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے کہ جس کا عصبہ نہ ہو تو بیت المال اس کا عصبہ ہوتا ہے۔

(مسند ابی عوانہ نسخہ مرقمہ ج ۳ ص ۵۹ ا قبل ح ۵۵۶۲)

علمِ میراث میں عصبہ اسے کہتے ہیں جس کا میراث میں حصہ مقرر نہ ہو اور اسے ذوالفروض کے ترکہ میں سے حصہ پہنچتا ہو۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص ۱۰۸۷)

۳۲) حافظ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) نے اپنے علم کے مطابق عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں فرمایا:

"**و عبد الرحمن بن زيد قد أجمع أهل العلم بالنقل علىٰ تضعيف أخباره التي رواها ...**" اور حدیث کے علماء کا عبدالرحمٰن بن زید کی بیان کردہ روایتوں کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ (البحر الزخار ج ۱۵ ص ۲۷۷ ح ۸۷۶۳)

۳۳) امام ابو عبداللہ محمد بن نصر المروزی الفقیہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۴ھ) نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ شرابی اگر شراب پینے کے بعد مسئلہ پوچھے کہ وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے تو اسے حکم دیا جائے گا کہ نماز پڑھے اور اسے چالیس دنوں کی نمازوں کے اعادے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (دیکھئے تعظیم قدر الصلوٰۃ ج ۲ ص ۵۸۷۔۵۸۸ فقرہ: ۶۱۹)

۳۴) امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری الکاتب الصدوق رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے فرمایا: "**و نحن نقول ان الحق يثبت عندنا بالاجماع أكثر من ثبوته بالرواية لأن الحديث قد تعترض فيه عوارض من السهو والاغفال و تدخل عليه الشبه والتأويلات والنسخ و يأخذه الثقة من غير الثقة ... و الاجماع سليم من هذه الأسباب كلها**" اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک روایت سے زیادہ، اجماع سے حق ثابت ہوتا ہے، کیونکہ حدیث پر سہو اور غفلت کا اعتراض ہو سکتا ہے، شبہات، تاویلات اور ناسخ منسوخ کا احتمال ہو سکتا ہے اور یہ بھی (کہا جا سکتا ہے) کہ ثقہ نے اسے غیر ثقہ سے لیا تھا... اور اجماع ان تمام باتوں سے محفوظ ہے۔

(تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء اہل الحدیث ص ۱۷۶)

ابن قتیبہ نے یہ بھی بتایا کہ جس طرح بغیر کتاب واثر کے انسانی گوشت کے حرام ہونے پر اجماع ہے، اسی طرح بندروں کے حرام ہونے پر بھی بغیر کتاب واثر کے اجماع ہے۔ (تاویل مختلف الحدیث ص ۱۷۳)

۳۵) امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) نے اپنی کتابوں مثلاً الاوسط وغیرہ میں بار بار اجماع سے استدلال کیا ہے، بلکہ اجماع کے موضوع پر مستقل ایک کتاب ''الاجماع'' لکھی ہے۔

ابن المنذر نے فرمایا: '' **و أجمعوا علی أن حکم الجوامیس حکم البقر** ''
اور اس پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا وہی حکم ہے جو گائیوں کا حکم ہے۔ (الاجماع ص ۱۲، فقرہ: ۹۱)

اور فرمایا: '' **و أجمعوا علی أن المال إذا حال علیه الحول أن الزکاة تجب فیه** '' اور اس پر اجماع ہے کہ اگر مال پر ایک سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ (الاجماع ص ۱۳، فقرہ: ۱۰۳)

تفصیل کے لئے پوری کتاب کا مطالعہ مفید ہے اور بعض مسائل میں اختلافات کی بنیاد پر سارے مسئلے یعنی اجماع کو ہی رد کر دینا باطل ہے۔

۳۶) ایک روایت کے بارے میں ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن مہران الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے لکھا ہے:

'' **وهو مما أجمعوا علی صحته و أخرجه مسلم في کتابه عن أبي کریب .** ''
اور اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہے اور اسے مسلم نے اپنی کتاب میں ابوکریب سے روایت کیا ہے۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ج ۱ ص ۱۹۳ ح ۶۹۱)

۳۷) حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمری القرطبی الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی کتابوں میں بار بار اجماع سے استدلال کیا ہے، مثلاً انھوں نے اس معنعن روایت کے مقبول ہونے پر اجماع نقل کیا ہے جس میں تین شرطیں موجود ہوں:

۱: تمام راوی عادل (وضابط) ہوں۔

۲: تمام راویوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ثابت ہو۔

۳: تمام راوی تدلیس سے بری ہوں۔ (دیکھئے التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید ج۱ ص۱۲)

اجماع کے خلاف بات کو ابن عبدالبر نے بے معنی قرار دیا اور امام ابو قلابہ عبداللہ بن زید الجرمی الشامی رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کے بارے میں فرمایا:

" أجمعوا علیٰ أنه من ثقات العلماء " اس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ علماء میں سے ہیں۔

(الاستغناء فی معرفۃ المشھورین من حملۃ العلم بالکنیٰ ج۱ ص۸۹۵۔۸۹۶ فقرہ:۱۰۶۳)

نیز دیکھئے جامع بیان العلم وفضلہ (۲/ ۵۹ تحت ح ۳۰۷ باب معرفۃ اصول العلم وحقیقتہ)

۳۸) مشہور ثقہ محدث ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے کئی مقامات پر اجماع سے استدلال کیا، مثلاً فرمایا: " و استدللنا بحصول الاجماع علیٰ اباحته لهن علیٰ نسخ الأخبار الدالة علیٰ تحريمه فيهن خاصة و اللّٰه أعلم " اور ہم نے عورتوں کے لئے سونا پہننے کے حلال ہونے پر اجماع سے دلیل پکڑی کہ جن روایات میں خاص طور پر ان کے لئے حرمت آئی ہے وہ منسوخ ہیں۔ واللہ اعلم

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۱۴۷، نیز دیکھئے الاداب للبیہقی ص۳۷۱ ح۸۰۳)

تنبیہ: اس بارے میں شیخ البانی کا موقف (اجماع کے معارض ہونے کی وجہ سے) باطل و مردود ہے اور عقل مند کے لئے اتنا اشارہ ہی کافی ہے۔

اجماع کے سلسلے میں امام بیہقی کے بعض دوسرے اقوال کے لئے دیکھئے السنن الکبریٰ (۸/ ۲۴۰ باب ماجاء فیمن اتی جاریۃ امرأتہ) اور السنن الکبریٰ (۷/ ۲۴۰ مبشر بن عبید)

۳۹) شیخ ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابی البستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) نے فرمایا: " و في حديث عاصم بن ضمرة كلام متروك بالاجماع غير مأخوذ به في قول أحد من العلماء ... " اور عاصم بن ضمرہ کی روایت میں ایسا کلام ہے جو بالاجماع متروک ہے، علماء میں سے کسی ایک نے بھی اسے نہیں لیا۔ الخ

(معالم السنن ج۲ ص۲۲ ومن باب زکاۃ السائمۃ، کتاب الزکاۃ)

۴۰) خطیب بغدادی (ابوبکر بن علی بن ثابت الحافظ) رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب "الفقیہ والمتفقہ" میں اجماع کے حجت ہونے پر باب باندھا: "الکلام في الأصل الثالث من أصول الفقه وھو اجماع المجتھدین" (۱/۱۵۴)

اور پھر اس پر بہت سے دلائل نقل کئے۔

خطیب بغدادی نے اس پر اہلِ علم کا اجماع نقل کیا کہ صرف وہی حدیث قابلِ قبول ہے جس کا (ہر) راوی عاقل صدوق ہو، اپنی روایت بیان کرنے میں امانت دار ہو۔

(الکفایہ فی علم الروایہ ص ۳۸، دوسرا نسخہ ۱/ ۱۵۷)

۴۱) حافظ ابو یعلی خلیل بن عبداللہ بن احمد بن خلیل الخلیلی القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے سلم بن سالم البلخی (ایک راوی وفقیہ) کے بارے میں فرمایا:

"أجمعوا علیٰ ضعفه" اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔

(الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ۳/ ۹۳۱ ت ۸۵۵)

۴۲) علامہ امام العربیہ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل النحوی النحاس رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۸ھ) نے اپنی کتابوں مثلاً معانی القرآن اور الناسخ والمنسوخ میں کئی مقامات پر اجماع سے استدلال کیا اور فرمایا: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نماز میں دعائے استفتاح "سبحانك اللھم" نہ پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے۔ (ج ۱ ص ۶۸۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

۴۳) ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۵ھ) نے "حجراً محجوراً" کا معنی "حراماً محرّماً" کیا اور فرمایا:

" أجمعوا علیٰ تفسیره و اختلفوا في قراء ته" اس کی تفسیر پر اجماع ہے اور قراءت میں اختلاف ہے۔ (غریب الحدیث ۱/ ۲۳۳ مکتبہ شاملہ)

۴۴) حاکم نیشاپوری (ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ) رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) بھی اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔ (مثلاً دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۱۱۳ ح ۳۸۶، ۱/ ۱۱۵ ح ۳۹۰ وغیر ذلک)

بلکہ حاکم نے فرمایا: " و قد أجمعوا علیٰ أن قول الصحابي سنة حدیث مسند "

اوراس پر اجماع ہے کہ صحابی کا (کسی چیز کو) سنت کہنا حدیث مسند (مرفوع) ہے۔

(المستدرک ۱/ ۳۵۸ ح ۱۳۲۳)

بعض اہل الرائے نے حاکم کی وفات کے صدیوں بعد اس اجماع کی مخالفت کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ سرے سے مردود ہے۔

۴۵) محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) بھی اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔ دیکھئے یہی مضمون (فقرہ:۱)

۴۶) ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) نے بھی اجماع کو حجت قرار دیا۔

(دیکھئے فقرہ:۱)

۴۷) حنفی فقیہ ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۵ھ) نے اجماع کو حجت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے فقرہ:۱)

۴۸) علامہ یحییٰ بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) بھی اجماع کو حجت سمجھتے تھے۔ (دیکھئے فقرہ سابقہ:۱۲)

۴۹) ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی (متوفی ۴۷۴ھ) نے لکھا ہے:

" و الذي أجمع عليه أهل الحديث من حديث أبي إسحاق السبيعي ما رواه شعبة و سفيان الثوري [عنه] فإذا اختلفا فالقول قول الثوري "

اوراس پر اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ابواسحاق السبیعی کی حدیثوں میں سے جو شعبہ اور سفیان ثوری نے بیان کی ہیں (وہ صحیح ہیں) پھر اگر ان دونوں میں اختلاف ہو تو سفیان ثوری کی روایت راجح ہے۔ (التعدیل والتجریح ۱/ ۳۰۷)

۵۰) شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران الاسفرائینی الشافعی المجتہد رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) نے اپنی کتاب: اصول الفقہ میں فرمایا:

" الأخبار التي في الصحيحين مقطوع بصحة أصولها و متونها ولا يحصل الخلاف فيها بحال ... لأن هذه الأخبار تلقتها الأمة بالقبول "

صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کی روایات اصول و متون کے لحاظ سے قطعی طور پر صحیح ہیں اور (آج کل) کسی حال میں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے... کیونکہ ان روایات کو اُمت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔ (بحوالہ النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح لمحمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی ص ۹۰)

تلقی بالقبول کا مطلب یہ ہے کہ تمام امت نے بغیر کسی اختلاف کے ان روایات کو قبول کرلیا ہے اور یہی اجماع کہلاتا ہے۔

فائدہ: نیز دیکھئے ابو اسحاق الاسفرائینی کی کتاب: اللمع فی اصول الفقہ (۴۰) اور "أحادیث الصحیحین بین الظن و الیقین" للشیخ ثناءاللہ الزاھدی (ص ۳۸)

۵۱) الشیخ الصدوق ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) نے فرمایا:

" أجمع المسلمون علٰی قبول ما أخرج فی الصحیحین لأبي عبد اللہ البخاري و لأبي الحسین مسلم بن الحجاج النیسابوري أو ما کان علٰی شرطھما و لم یخرجاہ " مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی (تمام) روایات مقبول ہیں، نیز جو (روایت) ان دونوں کی شرط پر ہے وہ بھی مقبول ہے۔

(صفوۃ التصوف، ورقہ ۸۷۔۸۸، بحوالہ احادیث الصحیحین بین الظن والیقین للشیخ حافظ ثناءاللہ الزاھدی ص ۲۰)

۵۲) حافظ ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان بن موسیٰ الشہر زوری الشافعی (متوفی ۶۴۳ھ) نے اُمت کے تلقی بالقبول کی وجہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو قطعی و یقینی طور پر صحیح قرار دیا اور فرمایا:" و الأمۃ في اجماعھا معصومۃ من الخطأ و لھذا کان الاجماع المبتني علی الاجتھاد حجۃ مقطوعًا بھا و أکثر الاجماعات کذلك... " اور امت اپنے اجماع میں خطا سے معصوم ہے اور اس وجہ سے جو اجماع اجتہاد پر مبنی ہو وہ قطعی دلیل ہوتا ہے اور عام اجماع اسی طرح ہوتے ہیں۔

(علوم الحدیث/ المقدمۃ لابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص ۴۲)

۵۳) حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصروی الدمشقی عرف ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) مشہور مفسرِ قرآن نے ابن الصلاح کی عبارت مذکورہ بالا اختصار نقل کر کے فرمایا:

" و هذا جيد " اور یہ قول خوب ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ۱/ ۱۲۵، مع تعلیق الالبانی)

٥٤) ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن جعفر عرف ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے فرمایا: " و ترك الاجماع ضلال " اور اجماع کا ترک کرنا گمراہی ہے۔

(المشکل من حدیث الصحیحین لابن الجوزی ط دار الوطن ۱/ ۴۲، بحوالہ مکتبہ شاملہ، صحیح بخاری ط دار الحدیث القاهرہ مع کشف المشکل لابن الجوزی ۴/ ۴۱۳ تحت ح ۶۸۳۰)

٥٥) حافظ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام الحرانی عرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) بھی اجماع کے حجت ہونے کے قائل تھے، جیسا کہ اس مضمون کے بالکل شروع میں "اجماع کی تعریف و مفہوم" کے تحت گزر چکا ہے۔

٥٦) امام ابوعمر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی عیسیٰ لُب بن یحییٰ المعافری الاندلسی الطلمنکی الاثری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) نے فرمایا:

" و أجمع المسلمون من أهل السنة على أن معنى قوله: ﴿ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴾ و نحو ذلك من القرآن :أن ذلك علمه و أن الله فوق السموات بذاته، مستوٍ على عرشه كيف شاء " اہلِ سنت کے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ "اور تم جہاں ہو وہ تمھارے ساتھ ہے۔" (الحدید: ۴) وغیرہ آیاتِ قرآنیہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور وہ اپنی ذات کے ساتھ آسمانوں سے اوپر ہے، جس طرح اس کی مشیئت ہے وہ اپنے عرش پر مستوی ہے۔

(کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول للطلمنکی بحوالہ درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۱۹)

ثابت ہوا کہ امام طلمنکی رحمہ اللہ اجماع کے قائل تھے اور معیتِ باری تعالیٰ سے مراد کوئی علیحدہ صفت نہیں بلکہ اللہ کا علم و قدرت مراد لیتے تھے اور یہی حق ہے۔

٥٧) شیخ الحنابلہ فقیہ العصر ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ بن الخضر الحرانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۲ھ) نے فرمایا: " الاجماع متصور و هو حجة قاطعة و لا يجوز أن تجتمع الأمة على الخطأ نص عليه ." اجماع (ہونا) ممکن ہے اور وہ قطعی دلیل ہے،

اُمت کا خطا پر جمع ہو جانا ممکن نہیں، اور یہ بات منصوص ہے۔ (المسودۃ فی اصول الفقہ ص ۳۰۶)

۵۸) علامہ ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) نے اپنی ''غیر مقلدیت'' اور تلوّن مزاجی کے باوجود اجماعِ صحابہ کو حجت قرار دیا ہے اور ''مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات و الاعتقادات'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں ابن حزم نے لکھا ہے:

اور اس پر اتفاق (اجماع) ہے کہ اللہ کے سوا، غیر اللہ سے عبد کے ساتھ منسوب ہر نام حرام ہے مثلاً عبدالعزیٰ، عبد ہبل، عبد عمرو، عبد الکعبہ اور جو اُن سے مشابہ ہے سوائے عبدالمطلب کے۔ (ص ۱۵۴، باب: الصید والضحایا والذبائح والعقیقہ، شرح حدیث جبریل اردو ص ۱۴۵)

ثابت ہوا کہ ابن حزم کے نزدیک عبد النبی اور عبد المصطفیٰ اور اُن جیسے نام رکھنا بالاجماع حرام ہے۔

۵۹) موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ھ) نے اجماع کو ''الأصل الثالث'' قرار دیا اور فرمایا:

'' والاجماع حجة قاطعة عند الجمهور و قال النظام ليس بحجة ... ''

اور جمہور کے نزدیک اجماع قطعی دلیل ہے اور نظام (نامی ایک گمراہ) نے کہا کہ اجماع حجت نہیں ہے۔ (روضۃ الناظر وجنۃ المناظر ج ۱ ص ۳۳۵)

عرض ہے کہ ابو اسحاق ابراہیم بن سیار النظام البصری (م ۲۲۰۔۲۳۰ھ کے درمیان) معتزلی گمراہ تھا اور اس جیسے لاکھوں مبتدعین کا اجماع کی مخالفت کرنا رائی کے دانے کے برابر حیثیت نہیں رکھتا۔

اجماع کے حجت ہونے پر اہلِ سنت کا اجماع ہے، لہٰذا یہ صرف جمہور کا مذہب نہیں بلکہ اہلِ حق کا مذہب ہے اور میرے علم کے مطابق کسی ایک صحابی، ثقہ تابعی، ثقہ تبع تابعی اور کسی ثقہ وصدوق محدث وعالم سے اجماع کا انکار ثابت نہیں ہے۔

۶۰) ابو عبداللہ محمد بن عمر بن محمد بن عمر بن رُشید الفہری رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۱ھ) نے

فرمایا:" فنقول: الصحابة رضوان الله عليهم - عدول بأجمعهم باجماع أهل السنة علـى ذلك " پس ہم کہتے ہیں: اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ (السنن الابین ص ۱۳۱)

۶۱) حافظ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام سفیان بن عیینہ کے بارے میں فرمایا:" أجمعت الأمة على الاحتجاج به ."

اُمت کا اُن کے (روایت میں) حجت ہونے پر اجماع ہے۔ (میزان الاعتدال ۲/ ۱۷۰)

ان مذکورہ حوالوں کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔ مثلاً:

۱: اصول الدین لابی منصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی ف ۴۲۹ھ (ص ۱۷)

۲: اصول السرخسی لابی بکر محمد بن احمد بن ابی سہل ف ۴۹۰ھ (ص ۲۲۹)

۳: المنخول من تعلیقات الاصول لابی حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی ف ۵۰۵ھ (ص ۳۹۹)

۴: الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار لابی بکر محمد بن موسیٰ الحازمی ف ۵۸۴ (ص ۱۳)

وغير ذلك . (مثلاً دیکھئے فقرہ:۹) و فيه كفاية لمن له دراية .

اس مضمون میں جن اہلِ حدیث وغیر اہلِ حدیث علماء کے حوالے پیش کئے گئے ہیں، اُن کے نام مع وفیات وعلی الترتیب الہجائی درج ذیل ہیں اور ہر نام کے سامنے فقرہ نمبر لکھ دیا گیا ہے:

ابراہیم بن اسحاق الحربی (۲۸۵ھ) ۴۳

ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی (۷۹۰ھ) ۴۶

ابن الجوزی (۵۹۷ھ) ۵۴

ابن الصلاح الشہرزوری (۶۴۳ھ) ۵۲

ابن المنذر: محمد بن ابراہیم بن المنذر

ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) ۵۵

ابن حبان: محمد بن حبان

نسائی: احمد بن شعیب

نصر بن محمد السمر قندی (۳۷۵ھ) ۴۷

نووی (۶۷۶ھ) ۴۸

یعقوب بن اسحاق ابوعوانہ الاسفرائینی (۳۱۶ھ) ۳۱

یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر (۴۶۳ھ) ۳۷

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جو میں نے قصداً چھوڑ دیئے ہیں یا مجھ سے رہ گئے ہیں اور یہ تمام علماء آٹھویں صدی ہجری یا اس سے پہلے گزرے ہیں اور ان سب کا متفقہ طور پر اجماع کو حجت قرار دینا اور اجماع سے استدلال کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہی سبیل المومنین ہے اور اسے کسی حال میں بھی نہیں چھوڑنا چاہئے، ورنہ معتزلہ جہمیہ روافض وغیرہ مبتدعین کی طرح گمراہی کے عمیق غاروں میں جاگریں گے۔

ان سلف صالحین کے مقابلے میں تیرہویں صدی کے شوکانی (کی ارشاد الفحول) اور شر القرون کے دیگر اشخاص کی مخالفت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اجماع کی حجیت ثابت کرنے کے بعد چند اہم فوائد پیشِ خدمت ہیں:

۱: اجماع تین چیزوں پر ہوتا ہے اور تینوں حالتوں میں حجت ہے:

اول: کتاب وسنت کی کسی صریح دلیل پر مثلاً محرمات سے نکاح حرام ہے۔

دوم: کتاب وسنت کی کسی عام دلیل پر مثلاً بھینس حلال ہے۔

سوم: علماء کے کسی اجتہاد پر مثلاً دورانِ نماز قہقہے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وغیر ذلک

۲: اجماع کے ہر مسئلے کے لئے کتاب وسنت کی صریح یا عام نص کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اجتہاد بھی کافی ہے۔

۳: اجماع کا ثبوت دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے:

اول: محدثین وعلمائے اہلِ سنت کی تصریحات سے مثلاً ابن المنذر کی کتاب الاجماع وغیرہ

دوم: تحقیق کے بعد واضح ہو جائے کہ فلاں مسئلہ ایک جماعت سے ثابت ہے اور اس دور

میں ان کا کوئی مخالف معلوم نہیں، لہٰذا یہ اجماع ہے مثلاً جرابوں پر مسح پانچ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ثابت ہے اور صحابہ و تابعین میں ان کا کوئی مخالف معلوم نہیں، نیز امام ابوحنیفہ (جو کہ تبع تابعی تھے) سے بھی باسند صحیح جرابوں کے مسح کی مخالفت ثابت نہیں اور جو لوگ مخالفت کا دعویٰ کرتے ہیں، انھی کی کتابوں میں ان کا رجوع بھی درج ہے، لہٰذا جرابوں پر مسح کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔ (نیز دیکھئے میری کتاب تحقیقی مقالات ج۱ ص ۲۷، مغنی ابن قدامہ ۱/۱۸۱)

۴: اجماع کبھی کتاب و سنت کی صریح دلیل کے خلاف نہیں ہوتا، لیکن یاد رہے کہ صریح اجماع کے مقابلے میں بعض الناس یا مبتدعین کا غیر صریح اور عام دلائل پیش کرنا باطل ہے۔

۵: بہت سے لوگ اختلافی چیزوں پر اجماع کے جھوٹے دعوے کرتے رہتے ہیں، لہٰذا ایسے جھوٹے دعووں سے ہمیشہ بچ کر رہیں۔ مثلاً تراویح کے بارے میں بعض الناس نے شر القرون میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''صرف بیس رکعات سنت موکدہ ہیں اور اس پر اجماع ہے''!

حالانکہ اس مسئلے پر بڑا اختلاف ہے۔ (مثلاً دیکھئے سنن ترمذی:۸۰۶)

۶: اہلِ حدیث کا کوئی متفقہ مسئلہ ثابت شدہ اجماع کے خلاف نہیں ہے۔

۷: بہت سے مسائل صرف اجماع سے ثابت ہیں مثلاً نومولود کے پاس اذان دینا، جرابوں پر مسح کرنا اور شاذ روایت کا ضعیف و مردود ہونا۔ وغیرہ

۸: اجماع سے مراد ایک دور (مثلاً دورِ صحابہ، دورِ تابعین، دورِ تبع تابعین) کے تمام لوگوں کا اجماع ہے اور اگر ایک صحیح العقیدہ ثقہ و صدوق عالم بھی مخالف ہو تو پھر کوئی اجماع نہیں ہے۔

۹: بعض الناس کا یہ قول کہ ''اجماع سے قیامت تک امت کا اجماع مراد ہے'' بالکل باطل اور مردود ہے۔

۱۰: اگرچہ اہلِ حدیث اکابر علماء صرف صحابہ، ثقہ و صدوق صحیح العقیدہ تابعین، ثقہ و صدوق صحیح العقیدہ تبع تابعین اور خیر القرون (۳۰۰ھ تک) کے ثقہ و صدوق صحیح العقیدہ محدثین اور آٹھویں نویں صدی ہجری (۹۰۰ھ تک یا اس سے پہلے) کے علماء و سلف صالحین ہیں۔ ان

کے علاوہ دسویں صدی ہجری سے لے کر آج تک کوئی اکابر نہیں بلکہ سب اصاغر اور عام علماء ہیں، لہٰذا اہلِ حدیث کے خلاف ان لوگوں کے حوالے پیش کرنا بالکل غلط ہے۔

فائدہ: صحابہ کے مقابلے میں تابعین، تابعین کے مقابلے میں تبع تابعین اور خیر القرون کے مقابلے میں بعد والے لوگوں کے اجتہادات مردود ہیں۔

اجماع کے بارے میں بطورِ فوائد ہندوستان و پاکستان کے بعض علماء کے چند حوالے بھی پیشِ خدمت ہیں، تاکہ کوئی جدید اہلِ حدیث یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ زبیر علی زئی نے اپنی طرف سے اجماع کا مسئلہ بنالیا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ہاں ہم اجماع و قیاس کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ائمہ مجتہدین مانتے تھے۔'' (آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ص ۶۴)

ثناء اللہ امرتسری صاحب نے لکھا ہے: ''اہلِ حدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماعِ اُمت (۴) قیاسِ مجتہد۔ سب سے مقدم قرآن شریف ہے...'' (اہلِ حدیث کا مذہب ص ۵۸)

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''اہلحدیث کے اصول کتاب و سنت، اجماع اور اقوال صحابہ وغیرہ ہیں، یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو''

(الاصلاح حصہ اول ص ۱۳۵)

اور لکھا ہے: ''اس پہلی بات کا جواب یہ ہوا کہ اہل حدیث اجماع اور قیاس کو صحیح مانتے ہیں''

(الاصلاح ص ۲۰۷)

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے قول کے لئے دیکھئے فقرہ: ۱۷

مولانا ابو صہیب محمد داود ارشد حفظہ اللہ بھی اجماع کے قائل ہیں۔

(دیکھئے تحفۂ حنفیہ ص ۳۹۹)

نیز حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ بھی اجماعِ اُمت کی حجیت کے قائل ہیں۔ مثلاً دیکھئے الحدیث حضرو (۶۱ ص ۴۹) اور احسن البیان (ص ۱۲۵، دوسرا نسخہ ص ۲۵۶)

چالیس (۴۰) مسائل جو صراحتاً صرف اجماع سے ثابت ہیں

بہت سے مسائل میں سے صرف چالیس (۴۰) ایسے مسائل پیشِ خدمت ہیں، جو ہمارے علم کے مطابق صراحتاً صرف اجماع سے ثابت ہیں:

۱: صحیح بخاری میں مسند متصل مرفوع احادیث کی دو قسمیں ہیں:

اول: جن کے صحیح ہونے پر اجماع ہے اور یہ روایات بہت زیادہ ہیں۔

دوم: جن پر اختلاف ہے، لیکن جمہور نے انھیں صحیح قرار دیا ہے اور یہ روایات بہت ہی کم ہیں۔

۲: صحیح مسلم میں مسند متصل مرفوع احادیث کی دو قسمیں ہیں:

اول: جن کے صحیح ہونے پر اجماع ہے اور یہ روایات بہت زیادہ ہیں۔

دوم: جن پر اختلاف ہے، لیکن جمہور نے انھیں صحیح قرار دیا ہے اور یہ روایات بہت ہی کم ہیں۔

۳: نویں صدی ہجری کے غالی ماتریدی ابن ہمام (م۸۶۱ھ) سے پہلے اس پر اجماع ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو دوسری کتابوں کی احادیث پر ترجیح حاصل ہے۔

۴: اس پر محدثین کا اجماع ہے کہ صحابۂ کرام کی مرسل روایات بھی صحیح ہیں۔

۵: اس پر اجماع ہے کہ کسی صحابی کو بھی مدلس کہنا غلط ہے۔

۶: اس اصول پر اجماع ہے کہ جو راوی کثیر التدلیس ہو اور ضعیف راویوں سے بھی تدلیس کرتا ہو، اس کی عن والی روایت حجت نہیں ہے۔

۷: اس پر اجماع ہے کہ قبر میں میت کا رُخ قبلے کی طرف ہونا چاہئے۔

۸: امام ترمذی کے دور میں اس پر اجماع تھا کہ بچے بچی کی ولادت پر اذان کہنی چاہئے۔

۹: سری نمازوں میں آمین بالسر کہنے پر اجماع ہے۔

۱۰: اس پر اجماع ہے کہ خلیفۃ المسلمین اپنے بعد کسی مستحق شخص کو بطورِ خلیفہ نامزد کر سکتا

ہے۔

۱۱: اس پر اجماع ہے کہ دو سجدوں کے درمیان اپنی رانوں پر ہاتھ رکھنے چاہئیں۔

۱۲: اس پر اجماع ہے کہ زکوۃ کے مسئلے میں بھینسوں کا وہی حکم ہے جو گائیوں کا ہے۔

۱۳: اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ شخص کافر ہے۔

۱۴: اس پر اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ رمضان میں پورا مہینہ عشاء کی نماز کے بعد نمازِ تراویح باجماعت پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب ہے۔

۱۵: اس پر اجماع ہے کہ نماز میں قہقہے (آواز کے ساتھ ہنسنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۶: اس پر اجماع ہے کہ حالتِ نماز میں کھانا پینا منع ہے اور جو شخص فرض نماز میں جان بوجھ کر کچھ کھا پی لے تو اس پر نماز کا اعادہ فرض ہے۔

۱۷: اس پر اجماع ہے کہ نبیذ کے علاوہ تمام مشروبات مثلاً عرقِ گلاب، دودھ، سیون اپ اور شربتِ انار وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ: نبید کے مسئلے پر بعض الناس کے اختلاف کے باوجود، راجح یہ ہے کہ نبیذ سے بھی وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۸: اس پر اجماع ہے کہ پانی کم ہو یا زیادہ، اگر اس میں نجاست گرنے سے اس کا رنگ، بُو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو وہ پانی اس حالت میں نجس (ناپاک) ہے۔

۱۹: مصحف عثمانی کے رسم الخط پر اجماع ہے۔

۲۰: اس پر اجماع ہے کہ حج اور عمرہ ادا کرنے میں عورتوں پر حلق (سر منڈوانا) نہیں ہے، بلکہ وہ صرف قصر کریں گی یعنی تھوڑے سے بال کاٹیں گی۔

۲۱: اس پر اجماع ہے کہ ہر وہ حدیث صحیح ہے، جس میں پانچ شرطیں موجود ہوں:

(۱) ہر راوی عادل ہو (۲) ہر راوی ضابط ہو (۳) سند متصل ہو (۴) شاذ نہ ہو (۵) معلول نہ ہو۔

۲۲: اس پر اجماع ہے کہ ہر خطبۂ جمعہ میں سورۂ قٓ پڑھنا فرض، واجب یا ضروری نہیں بلکہ

سنت اور بہتر ہے۔

۲۳: نکاح کے وقت خطبہ پڑھنے پر اجماع ہے۔

۲۴: اس پر اجماع ہے کہ گناہوں اور نافرمانی سے ایمان کم ہو جاتا ہے۔

۲۵: اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے کہ جرابوں پر مسح جائز ہے۔

۲۶: اس پر اجماع ہے کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لئے اہلِ حدیث اور اہلِ سنت کے القاب (صفاتی نام) جائز اور بالکل صحیح ہیں۔

۲۷: اس پر صحابہ کا اجماع ہے کہ تقلید ناجائز ہے۔

۲۸: اس پر اہلِ حق کا اجماع ہے کہ عقائد و ایمان میں بھی صحیح خبرِ واحد حجت ہے۔

۲۹: اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے کہ ضرورت کے وقت نابالغ قاری کی امامت جائز ہے۔

۳۰: اس پر اجماع ہے کہ گونگے مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے۔

۳۱: اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کے اعراب لگانا جائز ہے اور قرآن اسی طرح پڑھنا فرض ہے جس طرح ان اجماعی اعراب کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

۳۲: اس پر اجماع ہے کہ تقلید بے علمی (جہالت) ہے اور مقلد عالم نہیں ہوتا۔

۳۳: اس پر اہلِ حق کا اجماع ہے کہ معیت والی آیات (مثلاً وَ هُوَ مَعَكُمْ) سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت ہے۔

تنبیہ: بعض متاخرین کا اس سے علیحدہ صفت مراد لینا باطل ہے۔

۳۴: اس پر اجماع ہے کہ جن احادیث میں سر اور داڑھی کے بالوں کو سرخ مہندی لگانے کا حکم آیا ہے، یہ حکم فرض و واجب نہیں بلکہ سنت و استحباب پر محمول ہے اور مہندی نہ لگانا یعنی سر اور داڑھی کے بال سفید چھوڑنا بھی جائز ہے۔

۳۵: ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اُس (بندے) کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جسے وہ پھیلاتا ہے۔ الخ

اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث سے مراد حلولیت، اتحاد اور وحدت الوجود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور رضامندی شاملِ حال ہو جاتی ہے، لہٰذا حلولی صوفیوں کا اس حدیث سے استدلال باطل ہے۔

۳۶: اس پر اجماع ہے کہ بغلوں کے بال نوچنا فرض و واجب نہیں بلکہ مونڈنا بھی جائز ہے۔

۳۷: اس پر اجماع ہے کہ ایمان تین چیزوں کا نام ہے: دل میں یقین، زبان کے ساتھ اقرار اور اس پر عمل۔

۳۸: اس پر خیر القرون میں اجماع تھا کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا اور آپ پر موت طاری نہیں ہوئی۔

۳۹: اس پر اجماع ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی مرد کسی عورت کے پیچھے نماز پڑھ لے تو یہ نماز فاسد (باطل) ہے۔

۴۰: اس پر اجماع ہے کہ قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بہت سے ایسے مسائل ہیں جو قرآن و حدیث میں عموماً یا اشارتاً مذکور ہیں اور ان پر اجماع ہے۔ مثلاً:

۱: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

۲: سیدہ مریم علیہا السلام کا کوئی شوہر نہیں تھا، بلکہ وہ کنواری تھیں۔

۳: ابن حزم کے زمانے میں اس پر اجماع تھا کہ عبدالمصطفیٰ اور عبدالنبی اور اس جیسے نام رکھنا جائز نہیں ہے۔

۴: مالِ تجارت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہے۔

۵: ہر سال دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ فرض ہے۔

۶: قرآن مجید میں سورۃ التوبہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

و ما علینا إلا البلاغ (۲۹/ اگست ۲۰۱۱ء)

فہرست مضامین ماہنامہ ''الحدیث'' ۲۰۱۱ء

شمارہ:۸۰ جنوری ۲۰۱۱ء

شمارہ:۸۱ فروری ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۸۳ اپریل ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۸۴ مئی ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۸۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء

شمارہ: ۹۰ نومبر ۲۰۱۱ء

تنبیہ: دسمبر ۲۰۱۱ء (الحدیث: ۹۱) کی فہرست کے لئے دیکھئے یہی شمارہ (ص ۱)

ضروری اعلانات

۱: ماہنامہ الحدیث حضرو (شمارہ: ۸۹) میں سہو و غلطی کی وجہ سے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی (کذاب) کے بارے میں ابو العباس احمد بن محمد الحمانی والی جرح چھپ گئی ہے۔ (ص ۴۲۔۴۳) لہٰذا اس جرح کو حمانی مذکور پر سمجھا جائے جو کہ مشہور کذاب تھا اور ابو محمد الحارثی بھی مشہور کذاب تھا، جیسا کہ ابو احمد الحافظ (الحاکم الکبیر) اور ابو عبداللہ الحاکم دونوں نے فرمایا: وہ حدیثیں بناتا تھا۔ حاکم نے فرمایا: میں نے اس کی حدیثوں میں ثقہ راویوں سے موضوع روایات دیکھی ہیں۔ (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص ۱۷۸ ح ۳۸۸)

۲: ماہنامہ الحدیث حضرو (شمارہ: ۹۰) میں کمپوزنگ کی غلطی سے ''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔'' (ص ۱۰) چھپ گیا ہے، جبکہ صحیح عبارت درج ذیل ہے:
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔
قارئین کرام اپنے رسالوں میں اصلاح کرلیں۔ (۳۰/ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

ماہنامہ ''الحدیث'' کے آٹھ سال

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہنامہ الحدیث حضرو کی آٹھویں جلد کا آخری شمارہ (۹۰ بمطابق دسمبر ۲۰۱۱ء) آپ کے ہاتھوں میں ہے اور خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دفاعِ حق و اشاعۃ الحدیث کے اس مبارک سفر کو جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

ماہنامہ الحدیث حضرو در اَصل اشاعۃ الحدیث، دفاع الحدیث اور منہجِ حق کی نشر و اشاعت ہے۔ والحمد للہ

☆ ہم نے آٹھ سال پہلے جب کتاب و سنت اور جو کچھ کتاب و سنت سے ثابت ہے، کا اصلاحی و تحقیقی سلسلہ شروع کیا اور اہلِ حق کا قافلہ چلایا تھا اور اللہ کے فضل سے بے شمار لوگوں نے ماہنامہ الحدیث حضرو کے مطالعے سے منہجِ حق قبول کیا اور اندھیروں سے نکل کر کتاب و سنت کے بتائے ہوئے روشن راستے یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ والحمد للہ

اب ہم اس جدو جہد میں تنہا نہیں رہے، بلکہ دیگر رسائل و جرائد مثلاً ماہنامہ ''ضربِ حق'' سرگودھا والے بھی ہمارے منہج کے مطابق اشاعتِ حق میں سرگرم ہیں اور مقابلے میں باطل قافلوں والے بھی اپنی ظلمات و اکاذیب پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ھداھم اللّٰہ

☆ کاغذ، پریس اور نشر و اشاعت کے متعلقہ اُمور کی گرانی کی وجہ سے آئندہ فی شمارہ (۹۲ بمطابق جنوری ۲۰۱۲ء) پچیس روپے (۲۵) کا ہوگا۔ ان شاء اللہ

اگلے سال بعض شمارے دو مہینوں میں ایک ایک دفعہ شائع ہوں گے، تاکہ دسمبر ۲۰۱۲ء والے شمارے کا مسلسل نمبر ۱۰۰ ہو۔ ان شاء اللہ

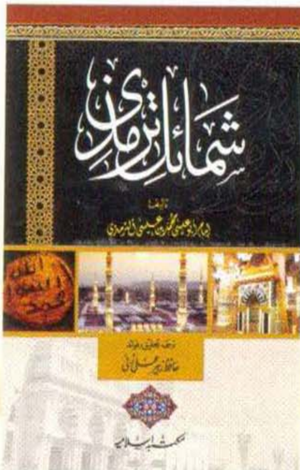
شمارہ نمبر ۱۰۰ کے ساتھ پہلے شمارے سے لے کر آخری شمارے (۱۰۰) تک کی احادیث، رجال اور اشاریہ موضوعات کی ایک جامع فہرست شائع کی جائے گی اور اس کی قیمت علیحدہ ہوگی۔ ان شاء اللہ

Monthly AlHadith Hazro

ہمارا عزم

✿ قرآن و حدیث اور اجماع کی برتری ✿ سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار
✿ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت ✿ صحیح و حسن روایات
سے استدلال اور ضعیف و مردود روایات سے کلی اجتناب ✿ اتباع کتاب و سنت کی طرف والہانہ دعوت
✿ علمی، تحقیقی و معلوماتی مضامین اور انتہائی شائستہ زبان ✿ مخالفین کتاب و سنت اور اہل باطل پر علم و
متانت کے ساتھ بہترین و بادلائل رد ✿ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاعت الحدیث
✿ دینِ اسلام اور مسلک اہل الحدیث کا دفاع ✿ قرآن و حدیث کے ذریعے اتحادِ امت کی طرف دعوت

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ''الحدیث'' حضرو کا بغور مطالعہ کر کے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں، ہر مخلصانہ اور مفید مشورے کا قدر و تشکر کی نظر سے خیر مقدم کیا جائے گا۔



امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب

شمائلِ ترمذی

تالیف
امام أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی

ترجمہ تحقیق و فوائد
حافظ زبیر علی زئی

جس کا ترجمہ، تحقیق وفوائد فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے قلم بند کیے ہیں اور یہ کتاب درج ذیل اضافی خوبیوں سے متصف ہے:

☆ دو مستند نسخوں سے سند و متن کی تصحیح ☆ ہر روایت کی بہترین تخریج
☆ صحت و ضعف کے اعتبار سے ہر حدیث پر حکم ☆ آسان فہم ترجمہ
☆ مختصر مگر جامع و نافع فوائد و مسائل

ملنے کا پتا
مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256
alhadith_hazro2006@yahoo.com